Volume VII
No. 18

SP VII-18-76 (E)
250

THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, September 2, 1976

CONTENTS

	Pages
Starred Questions and Answers	271
Message from the National Assembly *Re*: Adoption of the Rice Milling Control and Development Bill, 1976—*Read out*	272
Message from the National Assmbly *Re*: Adoption of the Flour Milling Control and Development Bill, 1976—*Read out*	272
The Rice Milling Control and Develpment Bill, 1976—*Passed*	272

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, KARACHI
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI : 1977
Price : Paisa 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Thursday, September 2, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber (State Bank Building), Islamabad, at half-past nine of the clock in the morning, Mr. Deputy Chairman (Mr. Tahir Mohammad Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Qur'an)

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Deputy Chairman: Yes, now we take up questions.

Supply of Natural Gas to Sialkot City

34. ***Khawaja Mohammad Safdar** (Leader of the Opposition): Will the Minister for Fuel, Power and Natural Resources be pleased to state the approximate period in which natural gas which has now reached Sialkot will be supplied to domestic consumers in the city?

Mr. Mohammad Yusuf Khattak (Read by Syed Qaim Ali Shah Jillani, Minister for Agrarian Management, Kashmir Affairs and Northern Areas): Sui Northern Gas Pipelines Ltd. has informed that supply of gas to domestic consumers has already started from 29th July, 1976.

Implementation of Memorandum by WAPDA

35. ***Khawaja Mohammad Safdar** (Leader of the Opposition): Will the Minister for Fuel, Power and Natural Resources be pleased to refer to office memorandum No. WA|4(25)|74 of 16th November, 1974, issued by the Ministry of Fuel, Power and Natural Resources and circulated to all the Ministries|Divisions of the Federal Government and the Chief Secretaries of all the Provincial Governments with the request to implement the decisions contained in the said office memorandum, and state whether the decision Nos. ii vii have been implemented by WAPDA; if so, to what extent; if not, the reasons therefor?

Mr. Mohammad Yusuf Khattak (Read by Syed Qaim Ali Shah Jillani, Minister for Agrarian Management, Kashmir Affairs and Northern Areas): WAPDA has already issued orders for implementation of the decisions contained in Office Memorandum No. WA-4(25)|74, dated 16th November, 1974 issued by the Ministry of Fuel, Power and Natural Resources. However, since the implementation of these decisions called for amendments in the existing recruitment|service rules, a Committee was set up by WAPDA to make suitable recommendations in this regard. The report of the Committee has been received and is under consideration of the Authority. As soon as necessary amendments in the recruitment|service rules have been made, the Government decisions would be implemented in full.

Mr. Deputy Chairman: No supplementary?

Khawaja Mohammad Safdar (Leader of the Opposition): No, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Now, next are the messages from the National Assembly Secretariat to the Senate Secretariat.

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY *RE*: ADOPTION OF THE RICE MILLING CONTROL AND DEVELOPMENT BILL, 1976

Mr. Deputy Chairman: The first message reads:

> "In pursuance of rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Rice Milling Control and Development Bill, 1976 on the 31st August, 1976. A copy of the Bill is transmitted herewith".

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY *RE*: ADOPTION OF THE FLOUR MILLING CONTROL AND DEVELOPMENT BILL, 1976

Mr. Deputy Chairman: The other message reads:

> "In pursuance of rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Flour Milling Control and Development Bill, 1976 on the 1st September, 1976. A copy of the Bill is transmitted herewith".

Now, Item No. 3, Syed Qaim Ali Shah.

THE RICE MILLING CONTROL AND DEVELOPMENT BILL, 1976

Syed Qaim Ali Shah Jillani (Minister for Agrarian Management, Kashmir Affairs and Northern Areas): Sir, I beg to move:

> "That the Bill to regulate the operation and development of rice milling [The Rice Milling Control and Development Bill, 1976], as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

Mr. Deputy Chairman: The motion moved is:

> "That the Bill to regulate the operation and development of rice milling [The Rice Milling Control and Development Bill, 1976], as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

Khawaja Mohammad Safdar: It is opposed, and there is an amendment to it.

Sir, I beg to move:

"That the Bill be referred to the Standing Committee concerned".

Mr. Deputy Chairman: The motion moved is:

"That the Bill be referred to the Standing Committee concerned".

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر (قائد اختلاف) : جناب چیئرمین ! ابھی ابھی آپ نے زیر بحث مسودہ قانون کے متعلق نیشنل اسمبلی کا پیغام پڑھکر سنایا ہے اور یہ مسودہ قانون کل شام ممبران میں تقسیم کیا گیا ہے - ظاہر ہے کہ اس قدر مختصر اور قلیل عرصے میں یا وقفہ میں ممبران صاحبان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ زیر بحث مسودہ قانون کے متعلق سوچ بچار کر سکیں یا غور و فکر کر سکیں اور اپنی رائے کا اظہار کر سکیں یہ بحث ہے میں نے اس سے پیشتر اس ایوان میں کئی مرتبہ گذارش کی ہے کہ اس ایوان کو کم از کم اتنی مہلت ملنی چاہیئے کہ معزز ارکان مسودہ قانون کے متعلق غور و فکر کر سکیں اور اس کا مطالعہ کر سکیں اور اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار کر سکیں - لیکن ایسا نہیں کیا جا رہا ہے خصوصیت سے پندرہ سولہ روز سے میں یہ دیکھ رہا ہوں اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قواعد کو ڈسپینس اور سسپینڈ کرنے کا اختیار جو جناب چیئرمین ! کو حاصل ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آٹومیٹکلی استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اس بات کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی - نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ کم از کم ممبران کو مہلت دی جائے - اسی لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے - ازراہ کرم آپ بھی توجہ فرمائیں - محترم وزیر صاحب کو بھی میں یقین دلاتا ہوں کہ ان کے اس بل میں بے انتہا خامیاں ہیں ہیں اگر وہ مہلت دیں گے - تو یہ ان کے بھلے میں ہوگا اور ان خامیوں کا پتہ لگنا ضروری ہے تاکہ ان کو رفع کیا جاسکے - اس سلسلے میں شاید یہ کہا جائے کہ اس ڈویژن کی کوئی کمیٹی نہیں ہے - تو اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور ایگریرین مینیجمنٹ ڈویژن کے لئے آج ہی یہاں قائد ایوان ایک موشن پیش کریں اسے کسی اسٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ منسلک کر دیں - ایسا کرنا بہتر ہوگا اسلئے جناب چیئرمین ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو وقت ہمیں دیا گیا ہے - وہ انتہائی ناکافی ہے اور اس لئے بھی ہے کہ قواعد اس لئے ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے - اس لئے نہیں بنے کہ ان کو ہمیشہ suspend اور dispensed کئے جائیں - اس لئے ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم ان قواعد پر عمل کریں، اور اس بل کو کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - آپ نے یہ بات چیر کے متعلق کی ہے کہ اختیارات آٹومیٹکلی استعمال کئے جا رہے ہیں - یہ درست نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ممبران کا پریشر ہے کہ وہ اپنے کام نمٹانا چاہتے ہیں اور دوسرے رمضان بھی ہے - اسی لئے ہم

[Mr. Deputy Chairman]

کسی دن کو خالی نہیں جانے دے رہے ہیں کہ ہم نے اس کو اویل نہ کیا ہو - آپ کی اجازت سے کام رکھ لیتے ہیں اور سینیٹ میں آٹومیٹیکلی کی کبھی روایت نہیں رہی ہے - جب تک تھوڑی بہت مجبوریاں نہ ہوں - مجھے آج بھی بہت سے ممبران ملے ہیں اور یہی کہا ہے کہ رمضان ہے - اس لئے ہم نے اپنے گھروں کو جانا ہے تراویح وغیرہ بھی پڑھنا ہے اور بچوں کے بھی مسائل ہیں - یہ تمام وجوہات تھیں جس کی وجہ سے یہ کیا جا رہا ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب ! میں نے خود دو تین مرتبہ رمضان سے قبل عرض کیا تھا کہ جو قوانین فوری نوعیت کے ہیں وہ ارشاد فرمائیں - میں نے یہ قائد ایوان سے اور محترم وزیر قانون و پارلیمانی امور سے جو آج یہاں نہیں ہیں - اس ایوان میں کہا تھا لیکن ہمیں یہی کہا جاتا رہا کہ کل بتا دیں گے دو دن میں تین دن میں بتا دیں گے اب میرے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے میں یہاں دس دن رہوں یا سارا رمضان رہوں اب مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا رمضان سے قبل میں نے کوشش کی تھی کہ جلدی سے جلدی چلا جاؤں - آپ کو اس سلسلے میں کوئی شکایت میری طرف سے نہ ہوگی -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب چیئرمین ! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں خواجہ صاحب کا احترام کرتا ہوں اور ویسے عام طور پر یہ پوزیشن کلیر ہے - ہم بھی چاہتے ہیں کہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جائے اور وہاں بحث ہو - لیکن جہاں تک اس بل کا تعلق ہے - معزز ممبران کو اچھی طرح پتہ ہے کہ ہم یہ بل کوئی نیا نہیں لائے ہیں - یہ بل انہی اصولوں پر ہے جو اس بل سے قبل ایک بل ڈیبیٹ ہو چکا ہے اور پاس کیا گیا ہے - یہ بل بھی انہی اصولوں پر ہے اس میں کوئی نئی چیز نہیں لائی گئی ہے دوسرے معزز ممبران کو معلوم ہے اور محترم خواجہ صاحب کو بھی معلوم ہے کہ اس بل پر نیشنل اسمبلی میں پانچ چھ دن ڈیبیٹ ہوتی رہی ہے، یہ ڈسکس ہوا ہے اور کافی غور و غرض کرنے کے بعد یہ یہاں آیا ہے میں نہیں کہتا کہ مکمل ہے - ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی بات رہ گئی ہو - وہ خواجہ صاحب یہاں پیش کر سکتے ہیں - میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کافی دیر تک یہ بل دیکھے گئے ہیں اور یہ بل ایک دم سے نہیں لائے گئے - ان بلوں کی اچھی طرح جانچ پڑتال ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہاں پر کاٹن جننگ بل پر کافی بحث ہو چکی ہے یہ بل بھی انہی اصولوں پر ہیں اس لئے یہ کوئی مختلف اور نیا بل نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ خواجہ صاحب کو اس بات پر تکلیف نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ان بلوں پر بحث نہیں کر سکے یا ان پر بحث کے لئے تیاری نہیں کر سکے - میرے خیال میں خواجہ صاحب نے کچھ ترامیم بھی دی ہیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی ہاں کچھ ترامیم خواجہ صاحب کی ہیں -

سید قائم علی شاہ جیلانی : اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب تیار ہو کر آئے ہیں تو میں گذارش کروں گا کہ اس پر یہاں بحث کی جائے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : تو خواجہ صاحب ہاؤس میں پٹ کر لوں ؟

خواجہ محمد صفدر : جی ہاں -

Mr. Deputy Chairman : The question before the House is :

"That the Bill be referred to the Standing Committee concerned".

(The motion was negatived)

Mr. Deputy Chairman : The amendment is rejected.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! مجھے اجازت ہے ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی فرمائیے -

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! اس میں کوئی شک نہیں ہے -

جیسا کہ محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ زیر بحث مسودہ قانون بنیادی طور پر انہی خطوط پر وضع کیا گیا ہے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : یہ موشن تو ختم ہو گئی اب کیا خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : میں تو فرسٹ ریڈنگ پر گذارش کر رہا ہوں -

راو عبدالستار (قائد ایوان) : شاہ صاحب پہلے وضاحت فرما لیں -

خواجہ محمد صفدر : ٹھیک ہے - میں معذرت خواہ ہوں - میں بھول گیا تھا ، ٹھیک ہے پہلے وہ وضاحت کرالیں میرے لئے کچھ مواد بھی مل جائے گا -

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Mr. Chairman, Sir, I will not take much of your time. One of the Bills has already been adopted by this august House, and in that Bill, I think, the Members had ample opportunity to exhaustively discuss the fundamentals of the different Bills. Sir, you are well aware that this is an important Bill for our agrarian economy. It will pave the way for the egalitarian society for which the Pakistan Peoples Party has been striving for. Our's is an agricultural economy, and in agricultural economy crops which are important for us and for the country are cotton, rice and wheat. Cotton crop is very important not only because we are to some extent surplus in it, but also because we export cotton. We export its semi-finished goods *i.e.* cotton yarn, and we export finished goods *i.e.* cotton cloth. Same is the case of rice which is another important crop in which we are surplus, and we export its substantial quantity. And the third and most important crop is wheat in which we want to achieve self-sufficiency. We have been struggling and fighting for it for the last few years, and we hope to achieve that objective as soon as possible. We have taken this step to streamline the system. As

[Syed Qaim Ali Shah Jillani]

you are well aware the system prevailed so far has been a very old system, centuries old system, the system of exploitation in which the grower, who is the basic person who produces these commodities, was always the sufferer. It was, therefore, essential to give an incentive to the grower, so that with full heart and spirit he produces these commodities and produces more.

Various incentives were provided by the Peoples Government during the last four years. As you know, Land Reforms were introduced with this objective in view. After that many measures were taken to encourage the growers to provide him facilities and incentives, but still we feel that lot of things were needed for this segment of our society, which is a major segment of our society. Therefore, these reforms have been introduced.

Now, the purpose of this Bill is not only to guarantee a remunerative price for the grower, so that we progressively improve the quality of the rice and paddy, and to see that we rationalise the distribution system. In the past we tried to achieve these objectives by different methods. But since basically the system was of exploitation, and was a difficult and defective system, it was difficult to progressively improve upon all these things. Therefore, there was a need for basic change in the system, need for total change in the system and so we went for it. The Prime Minister of Pakistan announced these reforms on 16th July, 1976 and he in details told the nation the purposes of the reforms to end this system of exploitation, to do away with the middleman, to do away vagaris in the prices of these goods.

Sir, I don't want to go into details as the fundamentals of these Bills have been discussed by this august House. But Sir, you know the farmer was not getting, the grower was not getting what he was expected to get for his produce, especially for these three commodities. So, it was necessary to guarantee a fair price, a remunerative price to the farmer, so that he should not feel that he is being ignored by the nation, by the country or by the Government. It was in that context that we say that we will ensure remunerative and guaranteed prices.

You are well aware that we have already announced the Cotton Policy, where we said we will give ensured prices to the grower of cotton. So, in case of paddy also we needed to follow suit, and do the same, so that at no time at all, the farmer or grower should feel that if he is not giving today then tomorrow he may not get the same price, or that if he keeps it, then tomorrow he will get a much better price, or if he hoards it for a month, then after a month he will get much better price. This is possible if he is assured that the vagaries of prices so far as growers are concerned will not be there.

As I said, we will improve the quality not only for internal consumption, but as far as international market is concerned, we want to attract the international market, we want to capture the international market, and we want to compete in the international market. That we can do only when we improve quality and improve our performance. So, this is what I wanted to say.

These are the main objectives under which we were forced or rather compelled to bring these reforms, and I hope inshallah these reforms will go a long way in improving the situation and help the overall economy of Pakistan and the growers in that respect.

Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman : Thank you. Khawaja Sahib.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں نے محترم وزیر صاحب کی تقریر نہایت توجہ سے سنی ہے انہوں نے اسی بات پر زور دیا ہے کہ ان کے یہ اقدامات یعنی ملک بھر کے چاول چھڑنے کے کاروبار اور صنعت پر قبضہ کرنا اور لوگوں کو اس صنعت میں داخل کرنے یعنی اس صنعت کی اجارہ داری حاصل کرنے کی جو وجوہات انہوں نے بیان فرمائی ہیں - وہ یہ ہیں کہ ایک تو کاشتکار کو اس کی پیداوار کا معقول معاوضہ دیا جائے - انہوں نے خود ہی فرما دیا ہے کہ ہم نے دھان کی قیمت مقرر نہیں کی - جب وہ مقرر کریں گے تو تب بات آگے چلے گی کہ آیا کاشتکار کو اس کے فصل کی معقول قیمت مل رہی ہے یا نہیں مل رہی - اس لئے اس نکتے پر یا اس موضوع پر میرے لئے مزید گفتگو کرنا لاحاصل ہوگی - دوسری بات انہوں نے یہ ارشاد فرمائی ہے کہ اس صنعت پر قبضہ کرنا اور اس کی اجارہ داری حاصل کرنا اس لئے بھی ضروری تھا اور لازمی تھا کہ ہم اندرون ملک اور بیرون ملک چاول کی تجارت میں ملکی مفاد کے پیش نظر ایسا توازن قائم کرنا چاہتے ہیں جس سے ضرورت مند احباب کو نہ صرف اندرون ملک چاول میسر آسکے مناسب قیمت پر اگرچہ انہوں نے ایسا نہیں کہا لیکن مطلب یہی تھا اور دوسرا یہ کہ بین الاقوامی منڈی میں ہم چاول پیدا کرنے والے ملکوں کے مقابلے میں چاول کے معیار اور قیمت کے اعتبار سے مقابلہ کر سکیں ظاہر ہے کہ مقصد نہایت احسن ہے اور اس میں سے کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا - لیکن اس سے پیشتر کہ اس مقصد کے متعلق مزید گفتگو کی جائے بہتر ہوگا کہ ہم ۱۶ جولائی سے پہلے جو نظام ملک میں چاول کی صنعت کے متعلق قائم تھا اسکا اختصار کے ساتھ جائزہ لیں -

جناب چیئرمین ! چاول کی تمام پیداوار یا یوں کہیئے کہ جس قدر کہ حکومت کو ضرورت ہوتی تھی ایک ٹارگٹ مقرر کر کے وہ پیداوار حاصل کی جاتی تھی - اس پیداوار کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ حکومت کی جانب سے ملر مقرر کئے جاتے تھے جن کا کام یہ تھا کہ وہ دھان چھڑیں اور اس کے ساتھ ہی ڈیلر مقرر کئے جاتے تھے جن کے ذریعے سے حکومت چاول خریدتی تھی - وہ نظام اس طور پر تھا کہ ڈیلر منڈی سے دھان خریدتے تھے اور حکومت کے احکام کے پیش نظر اور ان کے مطابق ہر جنس کا اندراج وہ اپنے اسٹاک رجسٹر میں کرتے تھے جوں جوں وہ گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ ڈیلر اپنا مال چھڑتے اسٹاک رجسٹر سے اسے منہا کرتے جاتے کہ باسمتی اتنا چھڑا گیا - باری اتنا چھڑا گیا اور فلاں جنس اتنی چھڑی گئی اور اس پر پورا پورا کنٹرول محکمہ خوراک کا تھا - یعنی خریداری سے لے کر چھڑنے تک پورا کنٹرول پوری نگرانی محکمہ خوراک کے چھوٹے اور بڑے افسروں کی ہوتی تھی - اب اس کے بعد ڈیلرز اپنا مال جو مقرر شدہ ریلوے اسٹیشن ہے اس پر پہنچا دیا - گاڑیوں کے حساب سے - ویگنوں کے حساب سے - ایک ویگن دو ویگن یا جتنا کسی کا تیار ہو - تو وہاں حکومت کی جانب سے مقرر شدہ انیلسٹ موجود ہوتے ہیں، ہر وقت اور اس کے ساتھ حکومت کی قائم کردہ پرائس ایکسپورٹ کارپوریشن کے نمائندے بھی ریلوے اسٹیشن پر موجود ہوتے ہیں - انیلسٹ اور گورنمنٹ کی رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کے نمائندوں کا

[Khawaja Mohammad Safdar]

کام یہ ھے کہ وہ یہ دیکھیں کہ جو معیار حکومت نے مختلف اجناس کے لئے مقرر کیا ہوا ھے اس کے مطابق مال اسٹیشن پر پہنچتا ھے - کیا وہ مال درست ھے یا نہیں - اور اگر درست نہیں تو وہ اُسے واپس کر سکتے تھے یا ان کی زبان میں ٹیچ کہتے ھیں یا جرمانہ کہیئے یا ڈسکاونٹ یہ اس پرسینٹیج کے حساب سے کاٹ لیتے تھے جس پرسینٹیج کے حساب سے وہ ملاوٹ ھوتی تھی - یہاں بھی پورا کنٹرول حکومت کا - اس کے بعد جناب والا ! ایک منڈی کے اسٹیشن سے یہ مال کراچی چلا جائے گا وہاں حکومت نے دوسرے بڑے کارخانے مقرر کئے ہوئے ھیں ایک پپری میں اور دوسرا لانڈھی میں تو وہاں تمام مال باہر نکالا جائے گا اس کو پالش کیا جائے گا اور اس کو دوبارہ ٹسٹ کیا جائے گا کہ کیا یہ معیار کے مطابق ھے یا نہیں ھے اور بجائے پونے تین من کی بوری کے اس کو یعنی تمام کے تمام مال کو جو بوریوں میں ھے اس کو سترہ کلوز کے تھیلوں میں ڈالا جائے گا تاکہ اٹھانے میں آسانی ھو - اس تمام کے تمام مال کو دوبارہ ٹسٹ کیا جائے گا -

اب جناب ! میں نے کنٹرول کے تین درجے گنائے ھیں بلکہ چار درجے چار درجوں میں سے کنٹرول اس صنعت پر تھا - کہ اس کا معیار درست ھے اگر ھم اس میں ناکام ہوئے ھیں تو اس کے ذمہ دار وہی لوگ ھیں جو کہ پہلے کام کرتے تھے - آج بھی وہی کام کر رہے ھیں اس آرڈیننس کے جاری ھونے کے بعد انہی کے ذمہ یہ کام ھے اور جو نئے بھی شامل ھوں کے جو نمک کی کان میں گیا وہ نمک بن گیا - وہ جناب والا ! اس کے ساتھ شامل ھو گیا میں آپ کو یقین دلاتا ھوں کہ میں ضلع سیالکوٹ کا رھنے والا ھوں - جناب والا ! پنجاب ان تین اضلاع میں سے ایک ضلع ھے جو کہ چاول پیدا کرنے والے ضلعوں میں سر فہرست ھے یہ تینوں اضلاع شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ ھیں، اسی طرح صوبہ سندھ میں لاڑکانہ اور ٹھٹھہ سر فہرست ھیں - میرا تعلق سیالکوٹ کے ضلع سے ھے - اس لئے جناب والا ! میں جانتا ھوں کہ اور میں یقین سے کہتا ھوں کہ حکومت کے جو مقرر کردہ کارندے اور نمائندے ھیں سیالکوٹ ریلوے اسٹیشن پر وہ ۷۰۰ روپے فی گاڑی، فی ویگن کے حساب سے لوڈ کرتے ھیں وہ ایک گاڑی کو نارمل اور معیار کے مطابق ڈیکلیر کریں گے اگر وہ معیار سے گری ہوئی ھے تو اسی حساب سے گراف اونچا چڑھتا جائے گا - اگر گورنمنٹ ان لوگوں پر انحصار کرتی ھے اور ان کو ذریعہ بناتی ھے تو اس سے ملک کی بدنامی باہر ھوگی - جناب والا، میں آپ کو بتاتا ھوں کہ اگلے روز میری ایک ایڈجرنمنٹ موشن رائس ایکسپورٹ کے بارے میں تھی کہ آپ نے دو کروڑ روپے کا چاول باہر بھیجا - ابھی حال ھی میں وہ کنسائنمنٹ ریجکٹ ھو گئی ھے - نہ وہ کسی اور نے بھیجی تھی نہ وہ کسی دشمن نے بھیجی تھی یہ اسی حکومت کے کارندوں نے بھیجی تھی - اسی کارپوریشن کے افسران بالا نے بھیجی تھی - جنہیں اب مقرر کیا جائے گا یا مقرر کئے جا رہے ھیں -

جناب والا ! اسی طور پر یہ ان کی اصلاح کر سکتے ھیں - میں یقین دلاتا ھوں جناب والا ! کیا یہ امر واقع ھے کہ گوجرانوالہ کے ضلع دھونتل کے مقام پر ایک عظیم الشان

کارخانہ ھسکنگ کا کم از کم ڈیڑھ کروڑ روپے کی مالیت سے لگایا ھوا ھے کیا یہ وزیر مملکت کو معلوم نہیں ھے کہ اس کا حساب کتاب کیا ھے - کیا یہ امر واقع ھے کہ اس کو آگ لگا دی گئی تھی تاکہ اس گڑھ بڑھ کا پتہ نہیں چل سکے - اس کی ایگزیسٹنس مشینری جو تھی وہ جل گئی ھے اور اسٹاک جو ھے وہ جل گیا ھے - اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں پر جو گپلا ھوا تھا اس پر پانی پھیرا گیا ھے - کیا یہ امر واقع نہیں ھے کہ شیخو پورہ کے ضلع میں فیض آباد کے مقام پر ایک مل لگائی ھے اس کی کیپسٹی اتنی ھے کہ روزانہ ۵ ویگن لوڈ چاول تیار ھو سکتے ھیں اس نے مئی سے لے کر اس وقت تک ۲۲ ویگن تیار کی ھیں یعنی چار دن کا کام ۵ مہینے میں کیا ھے اس کی خریداری جو ھے وہ ۱۹۹ ہزار ٹن باسمتی ھے اور اس نے تقریباً مال دیا ھے ۵۰۰ ٹن اور یہ کسی کو معلوم نہیں ھے ....

سید قائم علی شاہ جیلانی : کس مل کی بات کر رھے ھیں ؟

خواجہ محمد صفدر : میں گوجرانوالہ میں فیض آباد مل کی بات کر رہا ھوں اور پہلے میں نے دھونکل کی مل کی بات کی تھی تو جناب والا ! میں تو جانتا ھوں کہ اگر انگلی پر پھنسی یا پھوڑا نکل آئے تو اس کا علاج کرنا چاھیئے اگر آپ انگلی یا بازو کو کاٹ دیں گے تو آپ ٹنڈے ھو جائیں گے یہ آپ کی عقل اور فراست ھے کہ آپ اس کا علاج کریں - بازو کو یا انگلی کو کاٹ دینا اصل علاج نہیں ھے بھائی اس کا اصل علاج یہ ھے کہ آپ اس کا علاج کریں تاکہ وہ صحیح و سلامت رھے اصل خرابی جو ھے اس کو دور کرنا چاھیئے حکومت اپنے کارندوں پر اگر کنٹرول نہیں کرسکتی ھے تو یہ خرابی دور نہیں ھو سکتی ھے -

جناب والا ! میں عرض کرتا ھوں کہ اس میں مڈل مین نہیں ھوتے یہ تو ھے کہ وہ منافع کھاتے ھیں اب حکومت نے جو کارخانے اپنی تحویل میں لئے ھیں وہ ان سے منافع کھا رھی ھے - پہلے اگر دوسرے لوگ منافع کھاتے تھے تو اب حکومت ان سے دو، تین، چار گنا زیادہ منافع کھا رہی ھے - اب یہ حالت ھے - میں عرض کرتا ھوں کہ شاید محترم وزیر صاحب کے علم میں یہ بات نہیں ھے کہ اگر علم میں ھے تو مجھے خوشی ھے کہتے ھیں کہ حکومت کی تحویل میں آنے سے پہلے اس ملک کو فائدہ ھوگا - جناب والا ! میں نہایت ہی چھوٹا سا انسان ھوں اگر ملک کی فلاح و بہبود کے لئے کام ھو تو مجھے خوشی ھے - اگر قومی فلاح و بہبود ھو تو مجھے خوشی ھے - لیکن ایسا کرنا ملکی صنعت کو تباہ کرنے کے مترادف ھے، ملکی صنعت کی، اقتصادیات کو تباہ کرنے کے مترادف ھے - اس لئے میں اس کی حمایت نہیں کر سکتا -

جناب والا ! ۷۳-۱۹۷۲ میں ایک سال میں چاول کی برآمدی تجارت نجی شعبے اور سرکاری شعبے دونوں کے ہاتھ میں تھی اور اس بات کو جانے دیجئے کہ رائس پرمٹس کے اسیکنڈل کیسے ھوا ھے - یہ اوپر والی بات ھوگی - لیکن میں موضوع پر آتا ھوں

[Khawaja Mohammad Safdar]

میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ اس زمانے میں، دونوں شعبوں میں ساتھ ساتھ چاول باہر بھیجے جا رہے تھے - میرے پاس اس وقت کی کیبنٹ سیکریٹریٹ گورنمنٹ کی طرف سے شائع کردہ لیبرز بک ۱۹۷۲-۷۳ موجود ہے میں اس کے صفحہ ۳۲۳ کا حوالہ دے رہا ہوں کہ گورنمنٹ نے اس سال موٹا چاول، کورس رائس ۳ لاکھ ۲۷ ہزار ۶ سو ۴۷ ٹن برآمد کیا یہ گورنمنٹ کے اکاونٹ پر ہے اور اس کے مد مقابل پرائیویٹ سیکٹر یعنی نجی شعبے میں موٹا چاول، اس کی وہی قسم ۳ لاکھ ۱۳ ہزار ۷ سو ۸۷ ٹن برآمد کیا گیا - کم و بیشتر ۱۴ ہزار ٹن سرکاری شعبے میں زیادہ زیادہ برآمد کیا اور نجی شعبے میں کم لیکن قیمت کیا ہے، یہ دونوں شعبوں نے اپنے طور پر وصول کی محترم وزیر صاحب نوٹ فرما لیں گورنمنٹ کے اکاونٹ پر جو موٹا چاول برآمد کیا گیا جس کی مقدار میں نے عرض کی ہے - اس کی قیمت ۳۱ کروڑ ۱۷ لاکھ ۶۸ ہزار ۸ سو ۸۷ حکومت کو ملی نجی شعبے والوں نے جو ایکسپورٹ کی وہ گورنمنٹ کے مقابلے میں ۴۷ ہزار ٹن کم تھی - جو سرمایہ ملک کے اندر اس ذریعے سے آیا ۴۹ کروڑ ۱۷ لاکھ ۴۵ ہزار ۹ سو ۲۰ یعنی ۱۴ ہزار ٹن نجی شعبے کے اندر کم برآمد کیا یعنی ۱۸ لاکھ سے زیادہ سرمایہ کمایا زر مبادلہ کی شکل میں - اور اگر وہ ۱۴ ہزار شامل کیا جائے اگر ایک جتنی مقدار رکھی جائے کم سے کم یہ فرق ۲۰ سے ۲۱ کروڑ روپے کا بنے گا - نجی شعبے کی مذمت کی جائے، بد عنوانی کی مذمت کیجیئے میں آپ کے ساتھ ہوں - لیکن جو کارگزاری سرکاری شعبے نے کی جو آپ کی اپنی کتابوں میں درج ہے اس پر دھیان دیا جائے غلط بات کو غلط کہا جائے اور صحیح بات کو صحیح کہا جائے تھیوری کو تسلیم کرنا چاہیئے - آپ سوشلزم پر بیلیو کرتے ہیں کہ پرائیویٹ ادارے نہیں ہونے چاہیں میں بھی ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جو بنیادی صنعتوں پر کنٹرول رکھنے کی قائل ہے ہم بھی ملی جلی صنعتی معیشت کے قائل ہیں -

جناب والا ! یہ صنعت جو چاول چھڑنے کی زیر بحث ہے یہ متوسط سے متوسط بلکہ نچلے درجے کے لوگوں نے قائم کی تھی اور میں حیران ہوں کہ اس میں تین قسم کی چیزیں یہاں درج کی گئی ہیں لیکن فی الحقیقت چار قسم کی چیزیں ہیں ایک تو یہ ہے آٹومیٹک پلانٹ جو گورنمنٹ نے درآمد کئے ہیں اور ایک پرائیویٹ سیکٹر میں لگا ہوا ہے اور ایک ڈسکے میں لگا ہوا ہے دوسرا شلیر ہے تیسرا ہلر ہے اور چوتھی چکیاں ہیں جناب چیئرمین ! جیسے میں نے عرض کیا کہ آٹومیٹک پلانٹ بڑی مہنگی چیز ہے اور کروڑ ڈیڑھ کروڑ روپے میں اس کی مشینری آتی ہے اس پر بڑا بھاری سرمایہ صرف ہوتا ہے اور اس میں لاکھوں من دھان چھڑنے کی کیپیسٹی ہوتی ہے اور لاکھوں من دھان اسکو چلانے کیلئے چاہیئے اسکے بعد شیلر ہے جو آج سے تین چار سال قبل ان کی برکات کی وجہ سے جب سے مہنگائی نے آسمان کو چھونا شروع کیا ہے اس شلیر کی قیمت چالیس سے پچاس ہزار روپے تھی اور جن لوگوں نے پچھلے سال لگایا ہے اس پر زیادہ سے زیادہ سرمایہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ اور دو لاکھ روپے میں لگایا ہے مہنگائی کی وجہ سے زمین اپنی تنہا کی یعنی وہ احاطہ اپنا ہے اور جو نقد رقم خرچ کرنی پڑی وہ لاکھ دو لاکھ

روپے ہے اس سے پہلے بہت کم قیمت پر لگتا تھا اور جو ھلر ہے اس کی قیمت اس مہنگے زمانے میں سات سے آٹھ ہزار روپے ہے اور جو چکی ہے اس کی قیمت پانچسو سے آٹھ سو روپے ہے تو جناب وہ کونسے رئیس زادے ہوں گے جو پانچ چھ ہزار روپے کا بیوپار کریں گے پھر وہ رئیس کیسے اور وہ امیر کیسے وہ تو غریب آدمی جس کو کوئی کام میسر نہیں اور یہ پارٹ ٹائم کام ہے تین چار ماہ کا کام ہے اور تھوڑا سرمایہ لگا کر گورنمنٹ کے مقررہ کردہ جو ڈیلر ہیں ان سے چاول لے کر چھڑ کر واپس دے دیگا وہ صرف چھڑائی لیتا تھا اور کوئی بات نہیں تھی وہ تو ایک مزدور تھا اور یہ مزدوروں کے ہواکھا اور خیرخواہ ایک مزدور سے اس کا ہتھیار یا اوزار جو اس نے بنایا ہے وہ اس سے چھین رہے ہیں اور چکی جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ پانچ چھ سو روپے میں لگتی ہے اور یہ ۲۲ یونٹ ارشاد فرما رہے ہیں اگر یہ چکیاں اس میں شامل ہیں جس کے متعلق ابھی میں عرض کرتا ہوں تو بائیس یونٹ صرف سیالکوٹ میں ہیں میرے ساتھ چل کر گنوا لیجئیے ہر گاؤں میں چکی موجود ہے اس لئے ان تینوں اضلاع میں دیہاتی آبادی کی خوراک کا لازمی حصہ جسے اسٹیپل فوڈ کہتے ہیں وہ چاول بن چکے ہیں کیونکہ لوگ کچھ اور پیدا نہیں کرتے تو کھائیں کہاں سے - گندم بازار سے خرید کر لائیں یہ تو ہو نہیں سکتا ان کے پاس اپنے چاول ہوتے ہیں اور چکی سے اس کو چھڑا کر رکھ لئے اور نکالے اور کھا لئے اس لئے میں حیران ہوں کہ ایک طرف محترم وزیر اعظم صاحب نے اپنی تقریر میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں :

"Specifically, this means that from today no cotton ginning unit, no paddy-husking unit (except chakkis) and no roller flour mill in Baluchistan and no such mill with six or more rollers in the rest of the country will be privately owned or managed".

یہ پاکستان ٹائمز میں وزیر اعظم صاحب کی تقریر کا پورا متن شائع ہوا تھا اور میں نے اس سے یہ اقتباس لیا ہے لیکن جب میں اس بل کی طرف دیکھتا ہوں تو اس میں چکی کا ذکر ہی نہیں ہے اور اس بات کا ذکر ہے کہ تمام کی تمام صنعت یہ تمام کا تمام کاروبار چاول چھڑنے کا کام صرف حکومت کرے گی اور کوئی نہیں کر سکتا تو برائی اس صورت میں پیدا نہیں ہوتی اور حکومت بذریعہ نوٹیفکیشن مقررہ اوقات کے لئے چکیاں چلانے کی اجازت دے دے گی اور ھلر چلانے کی اجازت دے دیگی محترم وزیر صاحب یقیناً بڑے دانش مند ہیں میں ان کی دانش، عقل اور ذہانت کا یقیناً معترف ہوں لیکن انہیں جو مشورہ دیا گیا ہے کہ ھلر اور چکی ایک چیز ہے وہ غلط ہے کیونکہ ھلر جو ہے وہ اس چھت سے اونچا ہوتا ہے اور چکی جو ہے وہ میرے قد سے نیچے ہوتی ہے اگر آپ دونوں کو سامنے رکھکر دیکھیں تو دس گنا قیمت کا فرق ہے اور سائز ڈھائی گنا بڑا ہوتا ہے بعض ھلر کو اجازت دیدی جائیگی لیکن چکی جس کا ذکر خود محترم وزیر اعظم صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کیا کہ دیہاتی عوام کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے چکیوں پر قبضہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ پھر وہ کھائیں گے کہاں سے انہوں نے تو اپنی تقریر میں اجازت دے دی لیکن جب محترم وزیر نے قانون بنایا یا ان کے مشیروں نے ان کی ہدایت پر قانون بنایا تو چکیاں سرے سے غائب تو جناب چیئرمین ! بنیادی طور پر

[Khawaja Mohammad Safdar]

میں یہ سمجھتا ھوں کہ حکومت کا یہ اقدام اس سارے کاروبار کو تباہ و برباد کرنے کے مترادف ھوگا اور اس ملک کی معیشت کو بالکل تباہ کردے گا مجھے اس بات پر خوشی ھے کہ گزشتہ سال کاٹن کی پیداوار اور مصنوعات کو ملا کر بھی اتنی برآمدات اس ملک نے نہیں کی اور اس سے زیادہ زرمبادلہ ھم نے چاول سے کمایا اور چاول برآمدات کے اعتبار سے سر فہرست ھے اگرچہ پچھلا سال کپاس کی فصل کے لئے سخت برا تھا اور ھو سکتا ھے اس سال فصل اچھی ھو تو پھر وہ نمبر ایک پر آ جائے لیکن زیادہ سے زیادہ نمبر ایک اور دو کا فرق ھے تو اسلئے اتنی بڑی صنعت کو اتنے بڑے کاروبار کو اتنی بڑی شے کو جس پر اس ملک کی معیشت کا انحصار ھے اس کا انتظام ان لوگوں نے چلانا ھے جن کے متعلق ہر وقت وزراء کرام اور وزیر اعظم صاحب یہ ارشاد فرماتے ھیں کہ یہ انتہا درجے کے بد دیانت ھیں اور ابھی چند روز ھوئے ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ اور ٹیلی فون کے افسروں کی ایک پوری لائن برخاست کر دی اور جو گاھے بگاھے ھوتے رھتے ھیں اور جن کا ذکر اخبار میں نہیں آتا ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں اور کئی بار خود وزیر اعظم ان کی تطہیر کر چکے ھیں ہزاروں کی تعداد میں اور آپ ان لوگوں کے ہاتھوں یہ کاروبار دے رھے ھیں کچھ خدا کا خوف کریں اس ملک کے مستقبل کے متعلق سوچیئے کیونکہ آج کل اس ملک کا مستقبل انکے ہاتھوں میں ھے اور کیا یہ اس ملک کے مستقبل سے کھیل رھے ھیں یا میں انکو یہ کہوں جو میں کہنا نہیں چاہتا کہ یہ عقل و فکر سے اتنی عاری ھیں کہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ ملک کا مفاد کیا ھے اور ملک کا فائدہ کس بات میں ھے جناب چیئرمین ! اسلئے میں سمجھتا ھوں کہ انکا یہ فعل ملک کی اقتصادیات کو برباد کرنیکے مترادف ھوگا اس سے کسی طبقے کو کوئی فائدہ نہیں ھوگا نہ کاشتکار کو نہ مزدور کو اور نہ صارف کو، صارف کی بات انہوں نے کی میں تو بھول گیا تھا پھر یاد آگئی صارف کی ضروریات کا یہ اس وقت حال ھے کم از کم پنجاب کی بات کرتا ھوں کہ چاول کا ایک دانہ بھی حکومت کیطرف سے ریلیز نہیں کیا جاتا - کوئی صاحب مجھے بتا دیں کہ حکومت جو مال خریدتی ھے اسے عوام میں تقسیم کرتی ھے اور کسطرح کرتی ھے - مجھے بتا دیں کم از کم میں ناواقف ھوں - میں دعوے سے کہتا ھوں کہ گزشتہ کئی سالوں سے جب سے یہ پروکیورمنٹ اسکیم شروع ھوئی ھے کسی کو شادی بیاہ کے لئے چاول نہیں ملتا اور لوگ مجبوراً کہیں نہ کہیں سے حاصل کرتے ھیں - آپ جانتے ھیں کہ ھمارے رسم و رواج ایسے ھیں کہ نہ ھماری شادی بغیر پلاو کے چلتی ھے اور نہ ھماری مرگ بغیر چاول کے چلتی ھے - موت اور زیست دونوں کے لئے ھمارے ہاں معاشرے میں چاول پکانا لازمی ھے لوگ گناہ کرتے ھیں - جرم کرتے ھیں اور چاول اِدھر اُدھر سے خریدتے ھیں - لوگ پکڑے بھی جاتے ھیں - ٹرک کے ٹرک اِدھر اُدھر سے یعنی ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں لوگ لاتے ھیں حالانکہ ضلع بندی ھوئی ھوئی ھے - پھر پکڑے جاتے ھیں - لوگ فروخت بھی کرتے ھیں - آخر لوگوں کی ضروریات ھیں اور انہوں نے پوری کرنی ھیں - حکومت لوگوں کو جرائم پر مجبور کرنے پر اینکریج کر رہی کہ چاول تمہیں نہیں مل سکیں گے - البتہ ھم تین اضلاع کے رھنے والے لوگ وہاں دیہات میں اپنا کھیت ھونے کے سبب آرام سے سال بھر چاول کھا سکتے ھیں وہ حکومت

کے پاس نہیں بیچ سکتے اور وہاں اس قسم کی بات نہیں ہے - لیکن راولپنڈی، کیمبلپور، فرنٹیر اور پنجاب کے دوسرے اکثر و بیشتر علاقے ماسوائے ان تین اضلاع کے وہاں لوگ چاول استعمال کرتے ہیں - وہ لوگ کہاں سے لاتے ہیں حالانکہ وہاں پیداوار نہیں ہوتی - اگر ہوتی ہے تو نہایت قلیل - اس لئے یہ بات کہتا کہ ہم صارفین کو چاول دیں گے، صارفین کو آئندہ کچھ نہیں ملے گا ورنہ مجھے کوئی اسکیم بتا دیں جہاں دیہات میں صارفین کی ضروریات کو پورا کرنے کا اہتمام اس بل میں کیا گیا ہو -

جناب چیئرمین ! کاشتکاروں کی طرح موجودہ ارباب اقتدار مزدوروں کے بڑے ہوا خواہ، ہمدرد اور بہی خواہ اپنے آپ کو جتاتے ہیں لیکن اس قانون کے ذریعے کسی مزدور کو وہ حقوق جو کہ آپ کے نجی ملازم کے حقوق ہیں اس کارخانے میں شامل ہونے کے بعد نہیں ہوں گے - چھوٹے سے چھوٹا کارخانہ یا دکان پر اگر کوئی ملازم ہے تو اس کے بھی حقوق ہیں لیکن ان کارخانوں کے گورنمنٹ کی تحویل میں آنے کے بعد ان ملازمین کے کوئی حقوق نہیں ہوں گے - پہلے تو یہ عارضی اور مستقل کا چکر چلے گا - کارپوریشن کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا - کون عارضی ملازم ہے کون مستقل ملازم ہے اور پھر دوران ملازمت ان کی شرائط ملازمت تبدیل کی جا سکتی ہیں - کارپوریشن اپنی مرضی سے کر سکتی ہے - دنیا کا کوئی قانون مجھے بتا دیجئے - خواہ مزدوروں کے خلاف کتنا ہی ہو اس میں یہ بات درج کی جائے کہ دوران ملازمت شرائط ملازمت تبدیل کی جا سکتی ہیں کل میں نے یہ نکتہ دوسرے بل کے سلسلے میں اٹھایا تھا - محترم وزیر مملکت جو آج تشریف نہیں لائے وہ کہتے ہیں کہ ان کی شرائط ملازمت کو بہتر بنا دیا جائے گا - اس فقرے کو دیکھیں کہ اگر مزدور کو نئی ملازمت کی شرائط قابل قبول نہ ہوں تو وہ ڈسمس تصور کیا جائے گا - برخاست تصور کیا جائے گا - تو اگر اس کی شرائط ملازمت میں اصلاح ہوتی اور بہتری ہوتی تو وہ ملازمت چھوڑ دیتا - وزیر مملکت نے کیا خوب بات کہی ہے - بہرحال آج میں اس موضوع پر محترم وزیر صاحب کے ارشادات سننا چاہوں گا - اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مزدوروں کے لئے انتہائی مضر اور نقصان دہ ہے - ایک اور بات جس کے متعلق میں اختصار کے ساتھ حوالہ دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس بل کے ذریعے حکومت نے دو معیار مقرر کئے ہیں - ایک معیار اپنے لئے اور ایک عوام الناس کے لئے مقرر کیا ہے - اپنے سے میری مراد یہ ہے کہ جب حکومت اس کارپوریشن کے ذریعے یا اکوائر کی ہوئی صنعت کے ذریعے قرض خواہ بنے گی تو مقروض سے تیس دن کے اندر قرض وصول کیا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں اس کی جائیداد، اس کی جان - اس کا جسم سب قرق - اس پر انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک آرڈیننس ۱۹۶۱ء کے تحت کارروائی کی جائے گی - جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ اس میں لکھا ہے لیکن اس میں اس کی جان، مال اور بیوی بچے شامل نہیں ہیں - شاید وہ آئندہ اس کو بھی قرق کر لیں - اس لحاظ سے اگر کسی فرد نے اس رائس ملنگ ادارے سے جو سابقہ کسی پرائیویٹ آدمی کی ملکیت تھا اس سے کچھ وصول کرنا ہے تو وہ کارپوریشن کی مرضی ہوگی کہ دے نہ دے - یہ فیصلہ بھی قطعی اور ناطق ہوگا - اگر کارپوریشن کہے

[Khawaja Mohammad Safdar]

کہ میں نے کچھ نہیں دینا تو وہ کسی عدالت میں نہیں جا سکتا - اس میں مہربانی کریں بھی تو کہیں گے کہ اچھا تم نے آج ہزار روپیہ لینا ہے تو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے یا پچاس روپیہ ماہوار کے حساب سے تمہیں قسط ادا کی جائے گی - لیکن اپنا مطالبہ اسی طرح تیس دن کا ہے کہ سالم ادا کرو - اسی طرح خود ہی منصف، خود ہی قاتل، خود ہی گواہ، خود ہی فیصلہ کرنے والے اور فائدہ بھی اپنی ذات کو پہنچانے والے - تو اس لئے جناب چیئرمین! یہ ڈبل اسٹینڈرڈ نظام اسی حکومت کو ہی سجتا ہے جو اپنی پارسائی کا دعوی کرتی تھکتی تک نہیں - اس کے ساتھ ہی عدالتوں کا دروازہ بند - اس قانون کے تحت کوئی کارروائی جو حکومت کرے، کارپوریشن کرے، مینیجر کرے تو ان کا کوئی ملازم عدالت میں چارہ جوئی نہیں کر سکتا - قانون نہ ہوا - یہ مسودہ قانون کیا ہوا ایک دستاویز ہوئی جس کے ذریعے ہر مینیجر کو اتنا ہی بااختیار بنا دیا جائے گا جتنا اس ملک میں ہمارے محترم وزیر اعظم صاحب ہیں - وہ اپنے احاطہ اقتدار میں اس بل کے اندر سب کچھ ہے -

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Question?

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین! مجھے صرف اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ کل میں نے اپنی گزارشات میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ کاٹن جننگ کنٹرول ڈویلپمنٹ ایکٹ میں اس کارپوریشن کا ذکر، اس کی ہیئت - اس کی شکل و صورت، اس کی کانسٹیٹیوشن اور اس کے اختیارات کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اس بات کی تصدیق میں نے پہلے وزیر مملکت سے کر لی تھی کہ یہ کارپوریشن نئی ہے اور یہ کسی قانون کے تحت نہیں بنائی جا رہی - اس کا جواب محترم وزیر مملکت کی جانب سے مجھے یہ دیا گیا کہ صاحب - کارپوریشن تو بنتی رہتی ہیں آپ یہ کیا کہتے ہیں - ٹھیک ہے بنتی رہتی ہیں - میں کب کہتا ہوں کہ نہیں بنتی ہیں - لیکن کوئی قانون تو ہو جس کے تحت یہ بنیں - وہاں نہیں تھا - لیکن آج مجھے خوشی اس بات کی ہوئی کہ جس بات کے متعلق میں کل شکایت کر رہا تھا وہ شکایت آج میں اس بل کے متعلق نہیں کر سکتا - اس لئے یہاں پوری پانچ کلازیں اس بات کے لئے مختص ہیں کہ کارپوریشن کس طرح معرض وجود میں آئی - اس کے اختیارات کیا ہوں گے، اس کی کانسٹیٹیوشن کیا ہوگی، اس کی ہیئت کیا ہوگی - اس کی شکل و صورت کیا ہوگی - مجھے خوشی ہے کہ میرے دوستوں نے اپنی اس غلطی کا احساس کیا ہے اور اب میں یہ بھی توقع رکھوں گا کہ جو غلطی انہوں نے پہلے کی ہے اس کی اصلاح کریں گے -

جناب چیئرمین! آخری ایک فقرہ عرض کر کے میں اپنی تقریر ختم کئے دیتا ہوں کہ میری آج بھی یہ رائے ہے کہ جیسے کاٹن جننگ کنٹرول ڈویلپمنٹ آرڈیننس خلاف آئین تھا ویسے یہ بھی خلاف خلاف آئین ہے - آرٹیکل ۲۵۳ کے تحت حکومت کو یہ اختیارات تو ہیں کہ وہ کسی کاروبار، کسی صنعت، کسی تجارت اور کسی پیشہ کی اجارہ داری حاصل کر لے لیکن ایسی غیر منقولہ جائیداد جو کہ لینڈ کی تعریف میں آتی ہیں ان کو اکوائر کرنے کا اختیار نہیں ہے - اس کے لئے آئین میں ۱۹۲ واضح طور پر درج ہے اس طریقہ کار کو اپنانا چاہیئے

تھا - کل میرے دوست نے مجھے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میں آرٹیکل ۲۴ اور ۱۸ (سی) مطالعہ کروں مجھے ان دونوں آرٹیکلز پر کوئی تعرض نہیں ہے - مجھے ان سے کوئی غرض نہیں ہے کیونکہ حکومت کو تجارت کاروبار کر سکتی ہے - میں نے اس پر اعتراض نہیں کیا ہے اور نہ ہی آج کروں گا - وہ اپنی جگہ بجا اور درست ہے میرا نکتہ نظر وہی ہے اور میں وزیر صاحب سے گذارش کروں گا کہ اس بل کو واپس لے لیں اور لوگوں کو اپنا کاروبار کرنے کے لئے چھوڑ دیں -

Mr. Afzal Khan Khoso: Mr. Chairman, Sir, on this topic I will talk briefly touching the wider aspects of this Bill. The three basic improvements, in my opinion, on which this legislation has been brought are: (1) primarily it is to safeguard the interest of the grower; rice grower, paddy grower, (2) it is of course, within the orbit of that part of the laws that he should get a fair return for his labour which he did not get previously, it is a recorded fact that he was not getting what he ought to get, (3) he should be saved from the clutches of the middleman and the exploiters clique, and (4) the quality of rice that is husked should be improved, and to that extent we should get good qualitv not only for local consumption, but also for competition in the world market. This Bill meets all these requirements.

(At this Stage the Chair was accupied by the Presiding Officer, Senator Ahmad waheed Akhtar).

Mr. Afzal Khan Khoso: In my view there is also a fourth requirement which is also connected with this and which is the general evasion of taxes. Now, under this present system there would be no evasion of taxes. It is a very bold and revolutionary step. Before this all other methods has been tried, and this House will recollect, and I would like to mention this fact briefly that I had moved a similar resolution, and it was discussed in this august House on the 7th May this year. It is a private resolution that I had moved, and the basis of that resolution was that Government should directly purchase paddy from the growers instead of purchasing rice from the rice millers, and this is exactly what was discussed. So, Sir, I think somewhere near 25 to 30 million rice growers, paddy growers are bound to benefit by this particular legislation, apart from the fact that when we produce superior quality rice, when we process and husk better quality rice, we can compete in the world market. It will not only create a good impression, but it will also raise our export potential.

I will briefly touch upon the objection raised by Khawaja Mohammad Safdar, the honourable Leader of the Opposition. He said that previously it was a fact that these Inspectors and all those persons mentioned by the learned Leader of the Opposition were corrupt. That was a fact. But they were also a part of this exploitary system. They where in league with the millers and in alliance with the growers. They used to pass inferior quality rice as superior quality rice. Not only the growers suffered, but the country suffered.

We had several meetings in my own district at the highest level chaired by the Deputy Commissioner under the instructions of the Provincial Chief Minister that all rice millers and traders get together under the Chairmanship of the

[Mr. Afzal Khan Khoso]

Deputy Commissioner and fomr committees of growers representatives, millers representatives, and the ARC to fix the correct prices, the minimum prices, because whenever the prime Minister came there all those people of the rice growing areas went to the Open Kutchery and complained to the prime Minister that they were not getting the correct prices, the reasonable prices, and that the millers in collision with all those corrupt elements were making exhorbitant profit. We all know about it. Even I complained to the Prime Minister when he came to Jacobabad and held an Open Kutchery.

Now, Sir, that system is also being eliminated. It is now State trading, as I said yesterday on the Cotton Bill. Why this miller used to get monopoly prices? Why he used to get in league with officials and corrupt Inspectors? Because of personal profit motives. Now those motives are no longer in existence because it will be the Managers who would supply rice to the Rice Export Corporation. The Rice Inspector now will not go in league or collision with the Manager because the Manager will not profit from it. So, this answers that objection and a valid objection of the learned Leader of the Opposition that these Inspectors used to bunggle things and pass on inferior quality rice to the Rice Export Corporation and make it appear as sperior quality. So, this is now eliminated. That process is now finished.

Then, Sir, with regard to smaller units it was also said, somewhere else, that economic units should be returned to the previous owners. I am very much against that because in the name of uneconomic units—this point was raised in some other forum—should be returned to the owners. This will again be wire-pulling. With regard to that we will not know which is an uneconomic unit and which in an economic unit. It will be done through backdoor at the lower level. It will create a lacuna. It will create a way out for those who want to get their mills back, but certainly those units, which Khawaja Sahib mentioned, exist in the villages. Their main purpose was not business. They were not business oriented. I would not call them units, just small 'chakis'. In my own villages they also exist. They own very small people. They are never under business. They are not meant for business. They are not hullers, as Khawaja Sahib mentioned. Harri would go and take two maunds, somebody else will go and take four maunds, just for his personal consumption and his family's consumption. Those, of course, I would request the honourable Minister that as soon as possible, should be set free in the sense that they can carry on this day to dav, not business but service to the residents or the peoples of the surrounding villages. . .

There are 'chakis'. Those 'chakis' exist in Sind, they exist in Punjab, and I suppose they exist in all rice growing areas.

Now I will come to the paddy prices, Sir. Khawaja Sahib has very correctly mentioned that the paddy prices have not yet been fixed. I am sure the honourable Minister is ceased of the problem and the Government is going to fix the paddy prices very soon, and I hope that the paddy prices will be quite reasonable and acceptable to the broader masses of rice paddy growers, in the sense, Sir, that they, it is briefly mentioned that in 1974-75, it is a recorded fact that paddy growers, I mean from my areas, I suppose in other areas, of any six varieties were getting something on an average of thirty rupees

per maund, 1974-75 crop Sir, whereas in 1975-76 crop, the prices were manipulated. What were the reasons. The prices got down although the costs of inputs went up and in some cases the cost of inputs, like tractors, went up 100 percent high.

So, I would request the Federal Government through the honourable Minister, who knows about the problems of paddy growers and about the costs of inputs and of course inputs include not only the tractors or the pesticides but furtilizers, labour charges, silk clearing charges and so many things. All have gone up, Sir.

So, keeping in view all these factors I will request the honourable Minister that we have formula that a maximum price of say rupees 48 has been fixed for a maund of AD-6 rice. We have a formula that one third is to be cut from that price for incidental expenses, for labour charges, for husking charges and two third is to be given to the paddy grower. That walks out to some round about 32 rupees per maund for AD-6 variety of paddy. What will be minimum and fair price. I will request the Honourable Minister that this thing should be given a serious thought to otherwise the paddy grower will have reason to complain.

Now, Sir, with regard to the labour Khawaja Sahib has mentioned something about the labour and also with regard to the availability of rice quota that it has not ceased of this problem as to you the rice is made available to the ordinary consumer.

Now, Sir, it had been the policy of the Government previously that whenever a miller supplied four wagons to the Rice Export Corporation, he was allowed to transport or to sell out of the province, out of the district one wagon. This was a ratio which was fixed for all the rice growing areas. In 1974-75 ten percent, but in 1975-76 it was one fourth that they were allowed to sell out of the province. So that, of course, went into the markets. Naturally, so there was nothing wrong about that but with regard to the labour, I think there is every restriction for the labour. Of course, business like rice husking, the labour force has always been ceased in. So, this is the problem, which I think under the rules certain things could be made and normally the labour charges in this particular sphere of business are on the basis of maundage. They are not on the basis of daily wages or monthly wages. This is a fact.

So, about these factors, of course the honourable Minister is ceased of and the Government is bound to do something with it. But this is a fact that the labour charges are on the basis of maundage and they are on the basis of the amount of work that has passed through and they are seasonal because rice husking business it done say from first week of October to upto about end of March or upto April, say about six months or so. So we had seasonal labour and after that all the rice mills cease.

Previously, I do not reveal that system now while they are to make the rice mills work for the whole year, but it will not be possible for them from the practical point of view.

So, Sir, with this brief participation I have touched upon a few things. I think, this is a Bill which reflects the wishes of the masses, growers of paddy and it is a day of deliberance for the paddy growers and at the same time it is a victory for the poor masses and at the same time it shows a pledge that the Prime Minister has got. I have supported this whole heartedly. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Qazi Faiz ul Haque.

قاضی فیض الحق : جناب چیئرمین !

جناب صدارت کنندہ آفیسر : قاضی صاحب ! بیشتر اس کے کہ آپ اظہار خیال فرمائیں میں ایک گذارش یہ کرنا چاہتا ھوں کہ اگر کچھ دوست تیسری خواندگی پر بولنا چاھیں تو انکو بھی موقع ملے گا آپ بولیئے آپکے علاوہ باقی دوستوں سے عرض کر رھا تھا کیونکہ ابھی مجھے ایک طویل فہرست ترامیم کی ملی ھے - اس سلسلے میں خواجہ صاحب سے بھی درخواست کرنا ھوگی -

قاضی فیض الحق : میں مختصر عرض کروں گا - میرے فاضل دوست افضل خان کھوسو صاحب نے کافی تفصیل سے بعض حقائق پر روشنی ڈالی ھے جیسا کہ میں نے اس دن کاٹن بل کے بارے میں کہا تھا کہ مونجی بجائے چاول ملوں سے خریدنے کے براہ راست کاشتکاروں سے خریدیں یہ بات میں نے ایک ریزولیوشن میں کہی تھی - اس بل کے ذریعے ملک کی اسی فیصد آبادی کے مطالبے کو پورا کیا گیا ھے جو کہ کاشتکاروں پر مشتمل ھے - وہ ریزولیوشن کاشتکاروں کی جانب سے پیش کیا گیا تھا اور قائد عوام نے جو فلسفہ عوام کو، روٹی کپڑا اور مکان کا دیا تھا اسکو پورا کرنے کی جانب ایک جراتمندانہ اور قابل قدر قدم ھے یہ کوشش قابل قدر ھے کہ اتنے قلیل عرصے میں ایک ایک کر کے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ اقدامات کئے گئے - یہ انقلابی اقدامات ھیں جو اس ملک کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ھیں جب پاکستان پیپلز پارٹی نے روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ بلند کیا تھا تو اسوقت بھی اسکی مخالفت کی گئی تھی اور مذاق اڑایا گیا تھا کہ جس چیز کا آپنے وعدہ کیا تھا وہ آپ عوام سے لے رھے ھیں - وہ ھم عوام سے نہیں لے رھے بلکہ وہ تو ھم ان سرمایہ داروں اور اجارہ داروں سے چھین رھے ھیں جنہوں نے ہر صنعت پر اپنی اجارہ داری قائم کی ھوئی تھی - اسطرح بڑے بڑے زمیندار تھے یعنی غریب عوام کا استحصال ہر فیلڈ میں شروع تھا پیپلز پارٹی نے جن حالات میں اقتدار سنبھالا - یہ کسی پاکستانی سے اسوقت کے حالات اور اس سے پہلے حکمرانوں کے ہاتھوں جو نقصان اس ملک کو پہنچ چکا تھا مخفی نہیں - لیکن اسکے باوجود بہت قلیل عرصے میں ملک کو دوبارہ بہت محنت کرکے - بہت خلوص سے واپس وہ مقام دلایا گیا کہ وہ اس قابل ھو سکے اور حکومت کچھ انقلابی اقدامات جن کا اس نے اپنے منشور میں وعدہ کیا تھا انکا بھی کچھ کرے -

جناب والا ! اس سے پہلے زرعی اصلاحات کی گئیں - اپوزیشن والوں نے شور شرابا مچایا اور کہا کہ اس میں یہ نقص ھے - یہ نقص ھے - یہ پہلے بھی ھوئی تھیں - اب انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ یہ اصلاحات صرف زبانی اصلاحات نہیں تھیں بلکہ یہاں تک کہ ان اصلاحات کی راہ میں اگر کسی علاقے میں کوئی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں - ھمارے بلوچستان میں رکاوٹیں کھڑی کی گئیں - سرداری نظام اسکی آڑ میں آیا - لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت اور قائد عوام نے بڑے جراتمندانہ طریقہ سے اس سرداری نظام کو جو صدیوں سے رائج تھا اور ان اصلاحات کی راہ میں رکاوٹ بن رہا تھا - جڑ سے اکھاڑ پھینکا - لیکن مجھے

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ھے کہ جس وقت سرداری نظام کے خاتمے کا بل اس معزز ایوان میں پیش ھوا اور نیشنل اسمبلی میں پیش ھوا تو اس اصلاحی، تاریخی، صحیح اور انقلابی اقدام کی بھی مخالفت کی گئی اور یہ بل جس وقت اس معزز ایوان میں آیا تو ھمارے اپوزیشن کے دوست بجائے اسکے کہ کم از کم مخالفت برائے مخالفت نہ کرتے - ایک اچھے قدم کو اچھا قدم قرار دیتے - انہوں نے اس بحث میں حصہ ھی نہیں لیا اور معزز ایوان سے نکل گئے آیا کیا انکی ھمدردیاں ان استحصالی لوگوں کے ساتھ تھیں جو غریب عوام کا استحصال کر رھے تھے - اگر انکے ساتھ انکی ھمدردیاں نہیں تھیں اور بلوچستان کے غریب عوام کے ساتھ انکی ھمدردیاں تھیں تو بلوچستان کے عوام کے ساتھ ھمدردی کا اظہار کیوں نہیں کیا گیا - خوشی کا اظہار کیوں نہیں کیا گیا کہ اس لعنت سے ان غریب عوام کو نجات ملی تو میری عرض یہ تھی کہ ہر بل پر بڑے تعمیری انداز میں نقطہ چینی بھی کرنی چاھیئے - میں یہ نہیں کہتا ھوں کہ جو بل ھمارے سامنے آئے وہ ٹیکنیکلی اور ہر لحاظ سے صحیح ھے - اس میں ھو سکتا ھے کوئی خامی ھو لیکن نیت نیک ھونی چاھیئے - تعمیری انداز ھونا چاھیئے - اس کی روح کے خلاف بات نہیں ھونی چاھیئے - اب یہ رائس ملنگ کو گورنمنٹ نے اپنے کنٹرول میں لیا جس طرح کہ میں نے پہلے عرض کیا ھے اور اس ایوان میں ھم اس پر بحث کر چکے ھیں تو اس وقت انہوں نے ھمارا ساتھ دیا تھا لیکن اب گورنمنٹ نے جب اس کو اپنے کنٹرول میں لیا تاکہ اسکی کوالٹی بہتر ھو سکے - ڈومیسٹک یوز کے لئے چاول فراھم ھو سکے - چاول پہلے بھی مارکیٹ میں مل رھا تھا اگر گورنمنٹ خریدتی تھی اور اس کو export کرتی تھی تو وہاں پر ان ہی کے ہاتھ سے ھمیں بدنامی ملی کیونکہ کوالٹی بہتر نہیں ھوتی تھی - یہاں پر مارکیٹ میں چاول اویل ایبل تھا اب گورنمنٹ نے اس کو ریگولرائز کرنے کے لئے اور عوام کے اس مطالبے کو مانتے ھوئے رائس ملنگ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا - تاکہ گروورز کو ان کی ادائیگی ڈائریکٹ ھو ان کی ۸۰ فیصد آبادی ھے ان کا استحصال ملرز کے ہاتھوں ھو رھا تھا - وہ ان سے بچے اور پیپلز پارٹی اس کے لئے کمیٹیڈ تھی عوام کے سامنے اور اس نے یہ کر دکھایا - اتنے قلیل عرصے میں اور جبکہ الیکشن الیکشن کا آوازہ بھی ھے - کوئی اور گورنمنٹ ھوتی، کسی اور پارٹی کی حکومت ھوتی تو میں کہتا ھوں کہ غریبوں کیلئے یہ اقدام کبھی بھی نہ اٹھایا جاتا وہ کہتے کہ الیکشن کے بعد دیکھیں گے اس کو الیکشن کا سلوگن بنا لیتے لیکن قابل تحسین ھے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو اور اس کی حکومت کہ انہوں نے اس کو الیکشن کا سلوگن نہیں بنایا - بلکہ جو کچھ وہ غریب عوام کے لئے کر سکتے ھیں - وہ کر رھے ھیں تو میری عرض یہ ھے کہ روٹی کپڑا مکان کے مہیا کرنے کے سلسلے میں یہ ایک اھم قدم ھے ، اور انشاء اللہ سب کچھ ٹھیک ھو جائیگا روٹی کے متعلق پہلے لینڈ ریفارمز ھو چکی ھیں - تمام ملک میں - جہاں پر نہیں ھو رہی تھیں بلوچستان میں اب وہاں پر بھی زمینیں تقسیم ھو گئی ھیں اور انشاء اللہ آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ کتنے صحیح اور کتنے انقلابی اقدامات تھے - اسی طرح یہ جو رائس ھے یہ بھی روٹی سے منسلک ھے اور اس وعدے کا ایفاء ھے کہ عوام کو بغیر ملاوٹ کے صحیح اور بہتر خوراک مہیا ھو سکے اور کاشتکار کو اس کی پیداوار کی صحیح قیمت ادا ھو سکے اور

[Qazi Fizul Haque]

بیرونی برآمدات میں ایک معیار قائم ہو سکے تاکہ ورلڈ مارکٹ میں اس کو کوئی مقام حاصل ہو اور پرانی بدنامی کے جو داغ ہیں جو کہ ان استحصالی لوگوں نے لگائے ہیں وہ دھل سکیں اور انہوں نے جو پیسوں کی خاطر اپنے ملک کے وقار کو داو پر لگا دیا تھا وہ بھی بحال ہو سکے - شکریہ -

جناب صدارت کنندہ افسر : مس آصفہ فاروقی آپ تیسری خواندگی میں بول لیں یا اب بولنا چاہیں گی ؟

مس آصفہ فاروقی : جیسے آپ مناسب سمجھیں -

جناب صدارت کنندہ افسر : تو آپ اور لغاری صاحب تھرڈ ریڈنگ میں بول لیں - جی شاہ صاحب ارشاد فرمائیے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : محترم چیئرمین صاحب ! میں زیادہ تو نہیں بولنا چاہتا کیونکہ کافی ڈیبیٹ ہو چکی ہے لیکن خواجہ صاحب نے جو کچھ نقاط اٹھائے ہیں ان پر میں چند گزارشات ضروری سمجھتا ہوں - کیونکہ خواجہ صاحب ایسے تشنہ نہ رہ جائیں اور میں کوشش کروں گا کہ ان کو ان کے نقاط کا تسلی بخش جواب دے دوں یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے اصول کو تسلیم کیا ہے کیونکہ انہوں نے ابتدا ہی اس طرح سے کی کہ مقصد نہایت ہی احسن ہے - تو مقصد تو انہوں نے کہہ دیا کہ احسن ہے لیکن اس احسن مقصد کو انہوں نے ایسے پیش کیا کہ اس کا سارا مفہوم جو تھا وہ یوں ہو گیا کہ گویا مقصد بالکل غلط تھا - کیونکہ اس ریفارم پر پوری تنقید کی اور پورے اس بل کے مقاصد پر پوری تنقید کی - اس کا مقصد فلاحی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ جتنا ہو سکے عوام کو سہولتیں مہیا کی جائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے - یہ مقصد ہے اور مقصد احسن کہتے ہوئے انہوں نے سارے بل پر تنقید کی جیسے کہ مقصد احسن نہیں بلکہ مقصد خراب تھا - اس لحاظ سے انہوں نے میجر کنٹراڈکشن اس میں یہ کی ہے کہ جہاں تک کہ نظام کا تعلق ہے انہوں نے اس نظام کو بھی صحیح قرار دیا کہ جو پہلے چل رہا تھا - جو رائج تھا جیسا کہ طریق کار چاولوں کا بیوپار یا کلچی کا بیوپار جس زبان میں آپ بولتے ہیں - یا دھان کا بیوپار وہ کہتے ہیں کہ وہ درست تھا - بہتر تھا اور اب جو نظام ہم چلانا چاہتے ہیں وہ بالکل ہی خراب ہوگیا - غلط ہوگیا اب اس میں ان کی آرگومنٹس یہ ہیں کہ چاولوں پر پہلے بھی حکومت کا کنٹرول تھا - میں کہتا ہوں کہ ان کی یہ جو آرگومنٹ ہے وہ بالکل کسی بھی طریقے سے صحیح نہیں ہے - اور چاولوں کے بیوپار پر حکومت کا کنٹرول بالکل نہیں تھا - حکومت کا کنٹرول میں کہوں گا کہ صرف اس حد تک تھا کہ جو رائس ملنگ کارپوریشن کے متعلق چاول تھا اسکے بارے میں ہم پرائس مقرر کرتے تھے ان کی قیمتیں مقرر کرتے تھے ان کے کچھ اصول وضع کئے ہوتے تھے کہ ان پرائیسز

پر اس قسم کے چاول حکومت یا رائس ایکسپورٹ کارپوریشن لے گئی اس کے بعد اور کوئی کنٹرول نہیں تھا نہ ٹریڈ پر کوئی کنٹرول تھا، نہ دھان پر کوئی کنٹرول تھا، نہ منجھی پر کوئی کنٹرول تھا کسی قسم کا بھی حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں تھا دھان کی کسی اقسام پر بھی حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں تھا - دھان کی اقسام کے سلسلے میں کچھ پرنسپلز تھے کہ دھان کی جو مختلف اقسام جو پیدا ہوتی تھیں ان میں پرمل، باسمتی، اری، اری ایٹ کنگنی اور مختلف اقسام ہیں، ان پر حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا تھا کوئی عمل دخل نہیں تھا اس کی قیمتیں وضع کی ہوئی تھیں - تو ہوتا کیا تھا ؟ آپ نے تو اس سسٹم کو بڑا سراہا تھا - میرے خیال میں، سیدھی طرح سے بھی اور مختلف طریقوں سے بھی آپ نے اس کو سراہا ہے اس کا جواز دیا ہے لیکن بات عیاں ہے کہ خود وہ لوگ جو متاثر ہوئے ہیں انہوں نے خود مجھ سے بات کی تھی کہ ہاں جناب، ہم خود اس میں شامل تھے، اس بنگلنگ میں ہم خود شامل تھے لیکن ان کے ساتھ کچھ اور بھی لوگ شامل تھے یا حکومت کے تھے یا اور تھے لیکن ہم بھی شامل تھے - وہ لوگ بیوپار کرتے تھے وہ جو مڈل مین تھے، وہ جو کمشن ایجنٹ تھے یا ٹریڈرز تھے یا مالک تھے وہ خود کہتے ہیں اور خواجہ صاحب ان کی وکالت کرتے ہیں کہ نہیں جی ہم خواہ مخواہ ان کو ایسے کہتے ہیں، وہ تو بے چارے بڑے چھوٹے آدمی ہیں، بڑے غریب آدمی ہیں جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے ان کے محل بھی دیکھے ہیں - ان لوگوں کی خوبصورت کوٹھیاں اور بنگلے بھی دیکھے ہیں ان مڈل مینوں نے دو دو سالوں میں بڑے بڑے بنگلے بنا رکھے ہیں مین روڈوں پر انہوں نے خوبصورت بنگلے بنائے ہوئے ہیں جو کہ لاکھوں روپوں کی مالیت کے ہیں اگر ایسی بات تھی تو یہ لوگ ہمارے پاس کیوں آئے کہ جناب والا ! ہمارے لاکھوں روپے رہتے ہیں - اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ لاکھوں کا کوئی کامن میں بیوپار نہیں کرتا ہے - کوئی غریب آدمی لاکھوں کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے - میں خدا کے فضل و کرم سے وزیر ہوں، پارٹی کی مہربانی سے لیکن میں نے لاکھوں کی بات نہیں دیکھی ہے لیکن یہ لوگ لاکھوں کا کاروبار چلاتے تھے، تو لاکھوں کا کاروبار غریب آدمی نہیں کر سکتا ہے وہ تو لاکھوں کا تصور بھی نہیں کر سکتا - اس لئے یہ ایسے نہیں ہے - جو بیوپار کرتے تھے، جو مڈل مین تھے جو ڈیلر تھے وہ پانچ سو، ہزار یا دو ہزار کا بیوپار نہیں کرتے تھے وہ تو لاکھوں کا بیوپار کرتے تھے - ایک ایک یونٹ میں، چاہے وہ شیلر کا ہو چاہے وہ ھلر کا ہو اس میں ہزاروں لاکھوں روپوں کا کاروبار ہوتا تھا - یہ نہیں ہے کہ وہ کیپسٹی کے مطابق ۵ سو یا ہزار کا کاروبار کرتے تھے یا بیوپاری تھے - وہ لاکھوں کے بیوپاری ہوتے تھے وہ چار مہینے کے سیزن میں یا ۶ مہینے کے سیزن میں پیسے لگاتے تھے - اس لئے ایسا کہنا کہ وہ بے چارے غریب تھے اور وہ اپنے آپ کو ایفکٹیو سمجھتے ہیں - میں کہتا ہوں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے - اس سلسلے میں نے جیسا کہ عرض کیا ہے کہ یہ ایسا سسٹم تھا - آپ یقیناً ایسے ضلع سے تعلق رکھتے ہیں جہاں چاول پیدا ہوتا ہے میں وہاں گیا ہوں، میں اس علاقے میں گیا ہوں اور میں بھی ایک چھوٹا سا گرور ہوں جو کاشتکاروں کے ساتھ ہوتا ہے اس کا مجھے علم ہے - یہ ٹھیک ہے کہ وہ کاشتکاروں کو شادی بیاہ کے مواقع پر

[Syed Qaim Ali Shah Jillani]

ایڈوانس دیتے تھے اور وہ مختلف چیزوں کے لئے ایڈوانس دیتے تھے تاکہ وہ اچھا بیج، اچھی کھاد خرید سکیں - وہ دواؤں کے لئے دیتے تھے وہ مختلف چیزوں کے لئے کاشتکاروں کو اور زمینداروں کو ایڈوانس دیتے تھے - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کس خوشی میں دیتے تھے، ان کی ان کے ساتھ کیا عزیز داری تھی کہ وہ ان کو ایڈوانس دیتے تھے - بیوپاری اپنے فائدے کیلئے دیتے تھے وہ صرف کاشتکاروں کے فائدے کیلئے نہیں دیتے تھے - اس میں ان کا یقیناً کافی حصہ ہوتا تھا - وہ خود مانتے ہیں کہ ہم ڈیڑھ پرسنٹ لیتے ہیں اور اس میں ایک بڑی وجہ بنگلنگ کی یہ بھی ہوتی تھی کہ وہ کاشتکار جو ایڈوانسز لیتے تھے ان کو مال پھر انہیں کے پاس لے جانا پڑتا تھا جن سے وہ ایڈوانسز لیتے تھے - ان کو انہیں کے پاس مال لے جانا ہوتا تھا اور یہ بہت بڑی بنگلنگ ہے - ان کو مال بھی انہی کے تھرو بیچنا ہوتا تھا جو ایڈوانسز دیتے تھے وہ یہی مڈل مین ہی ہوتے تھے، وہ آڑھتی ہوتے تھے یا ڈیلر ہوتے تھے انہیں کسی معرفت ان کو مال بیچنا ہوتا تھا - وہاں ان لوگوں کی کاٹل بنی ہوتی تھی کہ آپ کی اس میں میکسنگ ہے - اس میں اتنا پانی ہے - یہ اتنی گیلی فصل ہے - اس میں اتنا پرمل ہے - اس میں اتنی سگ والی ہے اور اتنا حصہ فلاں فلاں چیز کا ہے - اس لئے ہم اس طرح لیتے ہیں اور وہاں جو پڑ لگتا تھا اس میں کہتے تھے کہ ہم مزدوری نہیں دیں گے - یہ ادھر سے حساب کتاب لے لو اور یہ مزدوری کا حساب کتاب ہے - یہ فلاں کا حساب کتاب ہے - اس طرح کاشتکاروں کو تین چار ہاتھوں سے نکلنا پڑتا تھا - ان میں ایک چھوٹا آڑھتی ہوتا تھا ایک موٹا آڑھتی ہوتا ہے ایک پکا آڑھتی ہوتا ہے اور اس کا ایک مالک ہوتا ہے - جب یہ کوئی ایک یونٹ کوئی مانتک دیتا ہے تو وہ آڑھتی بھی ہوا کرتا ہے ان کو بھی پیسے مالک نہیں دیتا ٹریڈرز تو دیتا ہے، آڑھتی تو دیتا ہے -

جناب والا ! اوور آل کچھ اچھے لوگ بھی ہیں جو ۲ پرسنٹ، ۳ پرسنٹ یا ۵ پرسنٹ فائدہ لیتے ہیں مالک کو نہیں دیتے تھے لیکن یہ بھی اتنا کاروبار کرتے تھے کہ ان کو اوور آل فائدہ ہوتا تھا - کاشتکار سے یونٹ تک پہنچنے میں مراحل ہوتے تھے ان میں بڑی دھاندلیاں ہوتی تھیں اگر ایک مالک کارپوریشن کو صحیح مال بھیجے تو کیوں ۵۰۰ یا ۷۰۰ روپے ویگن کے دینے پڑیں اگر اس میں ۱۰ پرسنٹ یا ۲۰ پرسنٹ اری میکسنگ ہوتی، اگر ان کو اری کی فصل دیتا ہے تو کارپوریشن کی، رائس کارپوریشن کی ۲۰ پرسنٹ ریکوائرمنٹ ہے تو ۴۰ پرسنٹ کیوں کر دیتے ہیں - اگر ملاوٹ نہیں ہوگی تو پیسے کیوں دے گا - تو پھر اس کو پیسے دینے کی ضرورت کیا ہے - اس میں بے شمار دھاندلی تھی - جناب والا ! اس میں وہ دونوں ہاتھوں سے لوٹتا ہے - ایک طرف سے کاشتکار کو لوٹتا ہے - اور دوسری طرف سے معاشرے کو لوٹتا ہے یہ پورا سسٹم جو تھا یہ خراب تھا اس کو ہم نے ختم کرنا تھا - جناب والا ! یہ آج سے نہیں جس دن سے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہے اسی دن سے ہی ہمارے قائد عوام نے کہا تھا کہ ہم اس دھاندلی کو ختم کر دیں گے اور یہ ہماری آئینی ذمہ داری ہے کہ ہم اس ہر قسم کی دھاندلی کو ختم کر دیں اور ہم اسے

ختم کر دیں گے - اس لئے ہم کوشش کریں گے کہ ہم اتنے بڑے سسٹم کو، اتنی بڑی دھاندلی کو ختم کریں - جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ زراعت ھلری پر ہماری ملکی معیشت کا انحصار ہے - اس لئے زراعت میں ایسی دھاندلیاں نہیں ہونی چاہئیں - اس لئے جناب والا ! خواجہ صاحب نے کئی دفعہ انڈسٹری کے سلسلے میں اپنے موشنز بھی دیئے ہیں - کہ ٹیکسٹائلز ملوں کو کپاس کے صحیح نمونے نہیں ملتے ہیں اور اس میں مناسب طریقے سے پیداوار نہیں بڑھ رہی ہے - اگر پیداوار نہیں بڑھے گی تو ملکی معیشت کیسے بہتر ہوگی - اس میں ایسے طریقے اپنا رہے ہیں کہ کاشتکاروں کو زیادہ سے زیادہ سہولت مہیا ہو تاکہ اس میں ایک عام آدمی کا استحصال نہ ہو -

جناب والا ! کہا گیا ہے کہ اگر بازو پر پھنسی ہو تو اس کا علاج یہ نہیں کہ بازو کاٹ دیا جائے، جناب والا ! یہ طریقہ نہیں ہے یہ ان کا اپنا اندیشہ ہے - ہمیں تو معلوم ہے کہ اس کا علاج کرنا چاہیں اس کے لئے پریونٹو میرز کرنے چاہیں، بازو کاٹنے کا تصور ان کا اپنا تصور ہے - یہ انکے اپنے ذہن کی سوچ ہے - لیکن ہماری تو سوچ ایسی ہے کہ پھوڑا ہونے سے پہلے، بیماری سے پہلے پریونٹو میرز کرنے چاہیں -

جناب والا ! ذکر کیا گیا گیا ہے کہ حکومت ۱۹۷۲ - ۷۳ سے پہلے جب حکومت لائسنس دیتی تھی تو کروڑوں روپے ایک آدمی کھاتا تھا تو وہ آپ اب جواز بناتے ہیں اسی طرح سے پرائیویٹ سیکٹرز میں جو ٹریڈر تھا اس سے ملکی معیشت کو فائدہ ہوتا تھا لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اکیلے آدمی کو کیا ملتا تھا جو گروور ہے اس کا کیا حشر ہوتا تھا کہ اسے بہر حال اس زمانے میں تو ۵، ۱۰، ۱۲ روپے ہی ملتے تھے - مونجی کے کاروبار میں ایک آدمی ہی کھاتا تھا - وہ ملک کے لئے نہیں کھاتا تھا، وہ ایک عام آدمی کے لئے نہیں کھاتا تھا - وہ ہزاروں، لاکھوں روپے کھاتا تھا یہ جو اتنا فرق انہوں نے دیا ہے ۳۱ کروڑ سے ۴۰ کروڑ) تو اس سے عام آدمی کو کیا فائدہ تھا اس نے معاشرے کے لئے نہیں کھایا، قوم کی فلاح و بہبود کے لئے نہیں کھایا اب جو تھوڑا یا زیادہ پرافٹ ہوگا وہ ملک کا ہوگا جو بھی ہوگا چاہے ہو یا نہ ہو، لیکن جو بھی ہوگا وہ قوم کے لئے ہوگا - ایک صاحب نے کہا ہے کہ یہ اسٹیٹ کیپٹلزم ہے - یہ تو اسکا کنٹرول ہے میں کہتا ہوں کہ یہ اسٹیٹ کیپٹلزم کنٹرول نہیں ہے - اس سے عوام کی فلاح و بہبود ہوگی جیسا کہ آئین میں دیا گیا ہے، دستور میں دیا گیا ہے - ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں یہ ذمہ داری اٹھائی ہے کہ جو بھی کلاس انڈسٹری کا ہوگا اس کو ہم خوشی سے لیں گے -

جناب والا ! یہ ایک مقصد کے لئے ہم نے لئے ہیں یہ سب کچھ اپنی ذات یا چند مخصوص طبقوں کے فائدے کے لئے نہیں کیا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے کس طرح ایک مخصوص طبقے کی نمائیندگی کی ہے اور ہم نے قوم کی نمائیندگی کی ہے اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے اور ہم کسی نجی شعبے کو کنڈیم نہیں کرنا چاہتے کیونکہ قائد عوام اور پیپلز پارٹی کا یہ منشور ہے اور ملی جلی معیشت کا منشور جو آپ کی جماعت نے اب

[Syed Qaim Ali Shah Jilani]

اپنایا ہے اور یہاں آپ نے بیان کیا ہے ہم نے الیکشن سے پہلے ہی اپنایا ہوا تھا اس وقت ہم نے ملی جلی کا کہا تھا اور ہم نجی شعبے کو بھی چاہتے ہیں اور سرکاری شعبے کو بھی چاہتے ہیں اب آپ خود انداز کر لیں کہ صرف کل ہی یہ بلیک منی ۱۵۰ کروڑ روپے دیئے ہیں یہ ہماری ہی حکومت کا اقدام ہے جس سے قوم کو فائدہ ہوا ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں یہ ۱۵۰ کروڑ روپے fictitious طریقے سے ان ہی بیوپاروں میں چل رہا تھا اور جس پر نہ کوئی ٹیکس تھا اور نہ کوئی ذمے داری تھی اور جو بری طرح ملک کی معیشت کو متاثر کئے ہوا تھا پہلے مارشل لاء میں ایوب خان نے بھی ایسا قدم اٹھایا تھا لیکن وہ اتنا پیسہ نہیں لے سکا جتنا اس حکومت نے لیا ہے اور اس سے اس حکومت کا وقار بڑھا ہے اور یہ ۱۵۰ کروڑ روپیہ جو لیا ہے یہ ان لوگوں سے لیا ہے جس کو بلیک منی کہا جاتا تھا اور وہ ۱۵۰ کروڑ روپیہ لیا ہے اس طرح کے اقدامات ہم نے کئے ہیں تاکہ ملک کی معیشت بڑھے اور اقتصادی طور پر ترقی ہو جہاں تک مزدوروں کے متعلق آپ نے کہا ہے تو ہماری حکومت سے پہلے کونسی حکومت نے مزدوروں کی بات کی اور مزدوروں کی ترقی اور فلاح و بہبود کی بات کی اور جتنی مراعات اس پارٹی نے اور اس حکومت نے دی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ کسی اور پارٹی نے نہیں دیں اور ہم نے عملی طو رپر اس کا مظاہرہ کیا ہے جناب والا ! ہمیں تو ابھی چار سال ہوئے ہیں ان کی پارٹی کی حکومتیں بہت دیر رہی ہیں ان کی حکومت بہت عرصہ رہی ہے اور کسی نے کبھی مزدور کا نام نہیں لیا تھا اور مزدور بیچارے کو کوئی پکارتا بھی نہیں تھا اور مزدور کے پاس جاتے نہیں تھے کیونکہ یہ اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے اور ہم نے مزدوروں کی فلاح کے لئے ان لوگوں کو ناراض کیا بڑے لوگوں کو ناراض کیا سرمایہ داروں کو ناراض کیا تو ہم مزدوروں کی فلاح و بہبود کے خلاف کیسے جا سکتے ہیں تو یہ جو اس قانون میں ہم نے اس کا ذکر کیا ہے اس کا مقصد یہ نہیں ہے آپ انٹرپریٹیشن کوئی بھی لے لیں لیکن اس کا مقصد یہ نہیں نکلتا کہ ہم مزدوروں کو نکالیں گے یا ہم مزدوروں کو ٹرمز اینڈ کنڈیشنز نہیں دیں گے میں وہ دو لائین پڑھتا ہوں کیونکہ یہ بڑی اہم بات انہوں نے کی ہے اس لئے میں اس کو پڑھتا ہوں اور اس کا صحیح مفہوم بھی عرض کرتا ہوں :

"23. Continuance in service of the employees.—(1) Every wholetime employee who was employed by acquired establishment immediately before the date of acquisition shall, on and from the date of acquisition, become an employee of the Corporation, ..."

کارپوریشن نے ان کو رکھنا ہی رکھنا ہے اور جو ایمپلائی ہیں -

This is a mandatory provision.

"......and shall continue to hold his office on the same terms and conditions...."

ہم ایک طرف ان کو سیم ٹرمز اینڈ کنڈیشنز دیں گے یہ تو نہیں ہے کہ ہم ان کو یہ گارنٹی دے دیں :

"......terms and conditions as were applicable to him immediately before such acquisition,"

They will continue.

shall کا ورڈ استعمال ہوا ہے آپ بھی وکیل ہیں اور ہمارے خواجہ صاحب بھی وکیل ہیں :

"......until his employment in the Corporation is terminated or his terms and conditions of services are altered by the Corporation."

کیوں نکالا جائے گا اس میں صرف اتنا تحفظ ہے اور اونرشپ ان کے پاس ہے اور کارپوریشن میں کوئی آدمی آتا ہے اگر وہ کام نہ کرے یا وہ اعتراض کرے یا وہ بنگلنگ کرے یا وہ کسی قسم کی حرکتیں کرے تو پھر کارپوریشن کو اتنا اختیار بھی نہ ہو کہ وہ اس کو نکال سکے پھر تو ہمارے لئے ایک مصیبت ہو جائے گی تو اس میں یہ بات ہے اس میں یہ نہیں ہے کہ سارے لوگوں کو نکال دیں گے آپ ایک بھی مثال دیں دو ڈھائی مہینے ہو گئے ہیں ہم نے ایک آدمی کو بھی نکالا ہو اور ہمارا یہ مقصد ہے بلکہ انشاء اللہ جیسے جیسے یہ کام بڑھے گا ہم ان کو ٹرمز اینڈ کنڈیشنز دیں گے اور ان کو اور بہتر کریں گے اور لیبر لاز پہلے ہی ہیں -

خواجہ محمد صفدر : کوئسچن -

سید قائم علی شاہ جیلانی : لیبر لاز پہلے ہی ایپلیکیبل ہیں - لیبر لاز کہاں جائیں گے لیبر لاز ایپلیکیبل ہیں اور جس میں بھی یونٹ میں دس سے زیادہ آدمی ہیں اس پر اپلائی ہوتے ہیں اور ان کا تحفظ پہلے ہی کیا ہوا ہے قانون کے تحت وہ قانون کہاں جائیں گے اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ مزدور کو ہم کم کرنا چاہتے ہیں اسی لئے قائد عوام نے اپنی پہلی ہی تقریر میں کہا تھا کہ ہم مزدوروں کو مراعات اور سہولتیں دینا چاہتے ہیں اور یہ جو ایمپلائیز ہیں ان کو یونٹ کے مطابق تحفظ دیں گے ان کو نکالا نہیں جائے گا اس لئے یہ خوامخواہ غلط تاثر دینا مناسب نہیں ہے اور معقول نہیں ہے ان کے جو حقوق ہیں وہ انشاء اللہ انہیں ملیں گے اور پھر ان کی شرائط ملازمت ہے اس کو تبدیل کرنے کے لئے کہا گیا ہے تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اس میں امپرومنٹ بھی ہو سکتی ہے اس میں ترقی بھی ہو سکتی ہے ایسے نہیں ہے کہ ان کو صرف تنزلی کی طرف لے جایا جائے گا دوسری بات جو آپ نے کی وہ یہ ہے کہ قائد عوام نے اپنی تقریر میں چکی کے سلسلے میں کہا ہے اور ہم نے چکی کے متعلق کہاں لکھا ہے آپ قانون ذرا پڑھیں تو بھی کیونکہ ڈیفینیشن کلاز میں کہا گیا ہے اور بالکل کلیر ہے کہ ہم انڈسٹری کو لینا چاہتے ہیں -

[Syed Qaim Ali Shah Jillani]

Sub-clause (j) of Clause 2 reads :

" (j) " industry " means the rice milling industry, composed of one or more rice mills equipped with hullers, shellers or authomatic plant ; "

تو اس میں چکی کا کہا ہی نہیں اس میں چکی آتی ہی نہیں -

خواجہ محمد صفدر : آپ نے چکیوں پر قبضہ کیا ہے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : نہیں ہم نے کسی چکی پر قبضہ نہیں کیا ہلرز کو یہاں کوور کیا ہے آپ کے سامنے بل ہے کلاز نمبر ۱۳ میں جو پراویژن ہے وہ بالکل کلیر ہے کہ حکومت اگر چاہے گی تو وہ ایک ہلر کو اس میں اگزیمپٹ کر سکتی ہے تو اس میں بھی ہم ہارڈ شپ نہیں کرنا چاہتے اور جیسے کھوسو صاحب نے کہا کہ ہم ہارڈ شپ نہیں create کرنا چاہتے مقصد یہ ہے کہ جو ہسکنگ ہو گی وہ حکومت نے اپنے کنٹرول میں لے لی ہے اس لئے ممکن ہو سکتا ہے کہ سیزن کے وقت ہم کوئی تدابیر کریں لیکن یہ نہیں ہے کہ ہم ہارڈ شپ create کرنا چاہتے ہیں اور جو چکیاں ڈومسٹک کنڈمشن کے لئے چل رہی ہیں وہ رہیں گی اور اس قانون میں چکی کا لفظ استعمال نہیں کیا وہ کوور نہیں کی اور جو چیز قانون میں نہیں آتی وہ ہم تحویل میں نہیں لیں گے اس کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے کہ ہم اپنی قومی تحویل میں نہیں لے لینگے اور چاول کے سلسلے میں جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ پہلی بار ہوگا اور یہ ہماری حکومت کریگی کہ پیڈی کی قیمت حکومت مقرر کرے گی اب اگر پیڈی کی قیمت مقرر ہوگی تو اس کے سلسلے میں تھوڑا بہت ریگولیٹ ہوگا لیکن جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ کنٹرول ہسکنگ تک ہے اس کے بعد پھر اوپن ٹریڈ ہے لیکن ہسکنگ کے سلسلے میں جو کوالٹی ہے وہ ڈومسٹک کیلئے اور انٹرنیشنل مارکیٹ کے لئے بھی ہسکنگ حکومت کرے گی یہ اب ہماری ذمے داری ہے پہلے ہسکنگ کہاں حکومت کے کنٹرول میں تھی وہ چھلکے زیادہ ڈال دیتے تھے چاول کی صفائی پوری نہیں کرتے تھے اور اگر چاول کی صفائی پوری نہ کریں مکسنگ زیادہ کریں جس طرح بھی کریں ان کی مرضی تھی تو بنیادی بات یہ ہے کہ صحیح ہسکنگ ہو تاکہ چاول صحیح پیدا کر سکیں اس کے لئے ضرورت تھی کہ ہسکنگ جو ہے اس کے بزنس اور یونٹ کو قومی تحویل میں لیا جائے تاکہ چاول کی جنس جو ہے وہ اچھی کر سکیں اور چاول اچھے طریقے سے پیدا کر سکیں اس لئے جیسے میں نے عرض کیا کہ پہلے چاول کی کوئی قیمت عام ٹریڈ کے لئے مقرر نہیں تھی اور آپ نے کہا ہے کہ لوگوں کو چاول ملتے نہیں تھے تو کیا ہماری گورنمنٹ کوئی اس کی پروکیورمنٹ کرتی تھی کہاں کرتی تھی جس طرح سے وہیٹ کی یہاں پروکیورمنٹ ہوتی ہے جس طرح وہیٹ کی پرائس فلور ملوں نے مقرر کی ہوئی ہے اور اسی طرح چاول کی پروکیورمنٹ ہوتی تھی اور ہم راشن ڈپو سے چاول دیتے تھے اس طرح سے نہیں ہے حکومت ضرورت کے

مطابق تھوڑا چاول لیتی تھی اور باقی لوگوں کو مل جاتا تھا یہ نہیں ہے کہ جتنا آٹا ہم نے فی کس فکس کیا ہوا ہے کہ اتنا ہم دیں گے اور راشن ڈپو سے چاول اتنے دیں گے کوئی فکس نہیں کیا ہوا تھا کوئی اس قسم کا طریقہ کار نہیں تھا اور کوئی اس طرح کا طریقہ کار نہیں ہے جو ہم پر الزام لگایا جا رہا ہے - حکومت کو پہلے اس طرح چاول نہیں ملتا تھا - اسی طرح چاول پر کوئی کنٹرول نہیں تھا - نہ قیمتوں پر کنٹرول تھا - نہ اس ٹریڈ کو ریگولیٹ کرنے کے لئے کوئی کنٹرول تھا اور نہ انٹرنل ٹریڈ کے لئے کوئی کنٹرول تھا -

جناب والا ! انہوں نے دو اور باتیں کہی ہیں - ایک تو یہ کہا کہ کورٹ کو جورسڈکشن نہیں ہے - یہ اکنامک ریفارم ہے - ہم کہتے ہیں کہ یہ قوم کی بہبودی کے لئے ہم نے آئین کے تحت کیا ہے - آئین کے تحت یہ اقدام کرنے کا ہمیں جواز بنتا ہے - آئین کے تحت ہمیں کورٹ کے لئے احترام ہے اور عزت ہے - لیکن قانون کی امپلیمنٹیشن جس کے لئے آپ تو کہہ رہے ہیں کہ وہ لوگ آ جائیں گے - وہی بیوروکریٹس آ جائیں گے - تو اس کے لئے پھر ہم بالکل امپلیمنٹیشن نہیں کر سکتے - ایک ایک آدمی چھوٹی چھوٹی بات کے لئے کورٹ انجکشن لے لے گا، منع نامہ لے لے گا، تو پھر کیا جواز ہوگا ؟ یہ تو پھر آیا باش ہوگئی - ایک زبانی بات ہوگئی - اور اس پر تعمیری بات نہیں ہو سکے گی - اس لئے ہمیں ایسے جواز کی ضرورت ہے کہ ہم کچھ کر سکیں - اس قانون کو چلا سکیں - اس قانون کے تحت قوم کی خدمت کر سکیں - ان گروورز کی، غریبوں کی اور محنت کشوں کی اچھی طرح خدمت کر سکیں - یہ بالکل آئین کے تحت ہے - ہم نے آئین کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی - آئین کے تحت اس کو لیا ہے اور آئین کے تحت اس کو چلائیں گے - جہانتک امپلیمنٹیشن کا تعلق ہے ہم کوئی سسٹم نہیں سمجھتے کہ پرفیکٹ ہوگی لیکن ایک ایکسپلائیٹیشن سسٹم جو برسوں آزمایا گیا ہے اور برسوں سے لوگوں نے دیکھا ہے - ملک کے عوام نے دیکھا ہے اور محسوس کیا ہے اس استحصال کو ختم کر کے اب یہ سسٹم رائج کیا ہے - اس میں کوتاہیاں اور کمزوریاں ابتدا میں ہو سکتی ہیں، ہو رہی ہوں گی - میں نہیں کہتا کہ نہیں ہوں گی - لیکن یہ ملک کے بہتر مفاد میں انشاء اللہ جائے گا - ان کاشتکاروں کے بہتر مفاد میں جائے گا - ہم اس سلسلے میں اچھی اور مختلف تدابیر اختیار کریں گے تاکہ یہ اچھا چلے - اس سلسلے میں بیوروکریسی کا سوال نہیں ہے - بیوروکریسی تو ہر قسم کی ہو سکتی ہے - میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم اس میں کوشش کریں گے پہلے بھی کر رہے ہیں کہ اس میں زیادہ سے زیادہ جو ذمہ دار پوسٹیں ہیں ان پر پروفیشنل لوگ جو تجربہ رکھتے ہوں وہ تعینات ہوں اس سلسلے میں جو لوگ ہوں اور پہلے کام کرتے ہوں جو اچھے اور دیانتدار ہوں - ملک کی اچھائی اور بہتری کے لئے کام کرنے والے لوگ ہوں وہ آئیں - ہم ان کو سہولتیں دیں گے ان کی سروس سسٹم کی شرائط بہتر ہونگی - ان کو مراعات دیں گے - ان کو اینکریج کریں گے - ان کو انسینٹیو دیں گے تاکہ وہ دلجمعی سے قومی خدمت کر سکیں اور اس طرح ان کو معاوضہ بھی انشاء اللہ مناسب طریقے سے ہم دیں گے ایسے لوگوں کو ہم کہیں گے کہ وہ آئیں اور کام چلائیں - کچھ لوگوں کو ہم نے

[Syed Qaim Ali Shah Jillani]

اس سلسلے میں کہا ہوا ہے - کچھ لوگ پہلے کام کر رہے ہیں اس لئے ایسی بات نہیں ہے - فنکشن وغیرہ کے متعلق جناب خواجہ صاحب نے خود کہہ دیا اسلئے میں اس میں نہیں جانا چاہتا -

ایک آخری بات انہوں نے اس کے طریقہ کار کے متعلق کہی ہے - کہ اگر حکومت کی طرف پیسے ہیں تو اس کا کیا طریقہ کار ہوگا - تو اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی ہم نے اونرشپ لی ہے - پہلے تو انہی کی طرف پیسے ہوں گے - کاشتکار کے ہوں، غریب کے ہوں اور محنت کش کے ہوں پہلے تو انہیں کی طرف تھے - ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ ہمارے کاشتکاروں کی طرف ہیں اور دوسری طرف کاشتکاروں کے کہتے ہیں - یقیناً ہمیں ماضی نے بتایا - ماضی میں اس کاٹن ٹریڈ میں ہم نے کروڑوں روپے کاشتکاروں کو دیئے - ان کی طرف سے دیئے - ان لوگوں کی طرف سے چاہے یہ کارخانے دار تھے - چاہے مل مالک تھے - چاہے ڈیلرز تھے چاہے وہ جنرز تھے - ان کی طرف سے صرف پھٹی میں ہم نے کروڑوں روپے دیئے - کیوں حکومت دے ؟ پرائیوٹ ٹریڈ دو پارٹیوں میں ہو - ٹرانزیکشن دو پارٹیوں میں ہو تو ان کی ذمہ داری ہم پر ہوتی ہے - اور جب ہم ڈائریکٹلی آنا چاہتے ہیں اور ذمہ داری لینا چاہتے ہیں تو خواجہ صاحب ناراض ہوتے ہیں - اس وقت تو ناراض ہو رہے تھے کہ جنرز یا مل مالکوں کے کاشتکاروں کی طرف پیسے ہیں - ہم ذمہ داری لے رہے ہیں - اگر صحیح اور مناسب پیسے ہیں تو انہیں دینگے -

جناب والا ! جہاں تک تیس دن رکھنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی تو کاروبار شروع ہی نہیں کیا - ساری چیزیں ہم پر آ جاتی ہیں - ابھی تو کام شروع ہی نہیں کیا - ابھی تو ابتدا ہی نہیں ہوئی - ابتدا ہی میں اور پہلے ہی مرحلے سارے اعتراضات ہم پر اٹھا بیٹھے ہیں - پریکٹیکل اعتراضات اٹھا بیٹھے ہیں - اور ساری چیزیں کر بیٹھے ہیں تو اس لئے آپ توقع اچھی رکھیں - امید اچھی رکھیں - جیسے ہم نے اور چیزیں قومیائی ہیں جن میں کارخانے ہیں - انڈسٹریز ہیں اور انڈسٹریز میں ہماری کارکردگی اچھی رہی ہے - اس میں بھی اچھے فیصلے کریں گے - محنت کریں گے - ہم دیانتداری اور ایمانداری سے سمجھتے ہیں، ہمارا عقیدہ ہے اور خدمت کے جذبے سے تعمیری جذبے سے ہم نے یہ قدم اٹھایا ہے - جناب قائد عوام نے قدم اٹھایا ہے - یہ ملک کی بہتری کے لئے اٹھایا ہے اور یہ بہت بڑا تاریخی قدم اٹھایا گیا ہے جو آئندہ چل کر ملک کی تاریخ اور وقت ثابت کرے گا کہ یہ کہاں تک ملک کی بہتری کے لئے ثابت ہوتا ہے - مہربانی -

Mr. Presiding Officer: Thank you very much.

The question before the House is:

"That the Rice Milling Control and Development Bill 1976, as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: The motion is carried.

سید قائم علی شاہ جیلانی : خواجہ صاحب کی کل ۳۹، ۴۰ کے قریب ترامیم ھیں - کیا آپ کی خواجہ صاحب سے اس سلسلے میں کوئی بات ھوئی تھی ؟ جناب والا ! میں نے صبح ان سے گزارش کی تھی - شاید اب پتہ نہیں جیسے ان کی مرضی ھے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بہرحال یہ مسئلہ آپ نے اور خواجہ صاحب نے طے کرنا ھے - میرے پاس تو ترامیم آ گئی ھیں - خواجہ صاحب اگر موو کرنا چاھتے ھیں تو یہ ان کی مرضی ھے -

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! سید قائم علی شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا تھا اور میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ھم کوشش کریں گے - جہاں تک ممکن ھو سکے آج سیشن چلایا جائے - لیکن آپ کو معلوم ھے کہ میرے پاس آپ کے سامنے ابھی ترامیم آئی ھیں - یہ وقت نہیں ھے کہ میں بتا سکوں کہ کونسی ضروری ھیں اور کونسی ضروری نہیں ھیں - ایٹ رینڈم یہ بات نہیں ھو سکتی تھی -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میرے خیال میں کل آپ نے دیں بلکہ آج صبح دی ھیں -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! کل میرے پاس بل نہیں تھا میں کیسے لکھتا - کل شام کو بل ملا ھے - کئی پڑھی ھیں اور کئی نہیں پڑھیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میرے خیال میں بل تو جب نیشنل اسمبلی میں زیر غور تھا اس وقت آپ کی نظر سے گزرا ھوگا -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں نے جیسے محترم وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا میں رکاوٹ ڈالنا نہیں چاھتا لیکن جو بات ضروری ھے وہ اس حد تک کرنا بھی ضرور چاھتا ھوں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : بہرحال یہ بات تو طے ھوگئی کہ یہ بل آج پاس کرنا ھے -

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب !

جناب صدارت کنندہ آفیسر : یہ طے نہیں ہوا ؟

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب !

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب والا ! میں نے تو گذارش کر دی تھی -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : شاہ صاحب ! اب گذارش کر دیں تاکہ اگر کوئی صورت نکل آئے تو بہتر ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! صبح انہوں نے بھی ارشاد فرمایا تھا اور محترم قائد ایوان نے بھی ارشاد فرمایا تھا لیکن میں نے کہا کہ یہ مشکل ہے - مجھے معلوم نہیں کہ کس وقت تک آپ اس ایوان کو چلانا چاہتے ہیں - انہوں نے کل کا پروگرام وضع کیا ہے - اس میں محترم قائد ایوان، محترم وزیر صاحب اور محترم ڈپٹی چیئرمین صاحب شامل تھے انہوں نے کل کے لئے پروگرام طے کیا تھا جس کا آج ذکر کرنا مناسب نہیں ہوگا - میرے خیال میں یہ بل کل پر چلا جائے گا - جہانتک میں سمجھتا ہوں کہ اگر پہلے کی طرح ایک بجے تک کام کرنا ہے تو صرف چالیس منٹ باقی ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : کل تو پرائیویٹ میمبرز ڈے ہے - اس سلسلے میں اگر کوئی بات طے ہوئی ہے تو میرے علم میں نہیں ہے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں - خواجہ صاحب میرے بزرگ ہیں - میں ان کی خدمت میں موٴدبانہ گذارش کروں گا کہ ہم نے کام ساڑھے دس بجے شروع کیا ہے جبکہ سیشن ساڑھے نو بجے شروع ہونا تھا - اب پتہ نہیں ہم کتنا بیٹھیں - کم از کم چار گھنٹے تو سیشن چلتا تھا - اس لئے ہمیں کم از کم چار گھنٹے تو بیٹھنا چاہیئے - اس حساب سے ساڑھے دس بجے سے اڑھائی بجے تک سیشن چل سکتا ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں تو نو بجے ٹھیک یہاں حاضر تھا - اگر کوئی غیر حاضر تھا تو ان کی طرف سے تھا -

سید قائم علی شاہ جیلانی : میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ غیر حاضر تھے -

خواجہ محمد صفدر : یہ ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے - یہ آپ جانیں یا آپ کے ساتھی جانیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب ! یہ ذمہ داری دونوں اطراف پر عائد ہوتی ہے - بہرحال کام کرنا ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں تو صبح حاضر تھا -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب والا ! خواجہ صاحب سے جو دوسری گذارش کی تھی وہ یہ تھی کہ کل کے لئے جو بزنس وضع کیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ بل آج ہم طے کریں گے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : کل تو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب والا ! خواجہ صاحب نے مہربانی کر کے یہ منظور کیا تھا کہ دوسرا بل لے لیں گے -

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب ! میں نے کہا تھا کہ اگلے ہفتے یہ لوگ چلے جائیں گے - میں ہفتے کے روز بھی کام کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن اس کے لئے محترم قائد ایوان نے رضامندی کا اظہار نہیں کیا - میں نے عرض کیا تھا کہ اگر یہ کام جمعہ کو ختم نہیں ہوتا تو یہ دونوں بل ہفتے کو کرلیں لیکن محترم قائد ایوان بعض وجوہات کی بنا پر رضامند نہیں ہوئے - میں نے کہا تھا کہ منگل کے روز سیشن ہوگا - بدھ کو ہوگا جمعرات کو ہوگا پھر اگلے ہفتے ہوگا -

سید قائم علی شاہ جیلانی : پھر عام طور پر سنیچر اور اتوار کی چھٹی کرتے ہیں اور کام جلدی نمٹایا جا سکتا ہے -

خواجہ محمد صفدر : میں نے اس سلسلے میں کوئی وعدہ نہیں کیا - اگلے ہفتے کر لیں گے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اس کی آج بسم اللہ تو کریں -

خواجہ محمد صفدر : لیکن جناب چیئرمین ! ایک بات واضح کر دوں کہ آج یہ ختم نہیں ہو سکتا کل کر لیں گے - شروع کر لیتے ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : شروع تو کریں کلاز ۲ میں ترمیم ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! اگر اجازت ہو تو دو اور تین کو اکھٹی موو کئے دیتا ہوں اور یہ موضوع بھی اکھٹا ہے اور اس سے وقت بچ جائے گا اور اکھٹا ڈبل کیا جا سکتا ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : جی کر لیں -

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

That in Clause 2 of the Bill, para (h) be substituted by the following :

"(h) "establishment" means company, firm, concern, institution or enterprise the whole or major part of which pertains to the industry, but does not include any office, shop, building, factory, land, godown, yard, stocks, stores, vehicles and assets in any form."

I beg to move :

"That in Clause 2 of the Bill in para (h), the words "stocks, stores, vehicles and assets in any form" occurring in the fourth and fifth lines be omitted."

Mr. Presiding Officer : The amendment moved is :

That in Clause 2 of the Bill, para (h) be substituted by the following :

"(h) "establishment" means company, firm, concern, institution or enterprise the whole or major part of which pertains to the industry, but does not include any office, shop, building, factory, land, godown, yard, stocks, stores, vehicles and assets in any form."

The second amendment moved is :

"That in Clause 2 of the Bill in para (h), the words "stocks, stores, vehicles and assets in any form" occurring in the fourth and fifth lines be omitted."

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Opposed.

خواجه محمد صفدر : جناب چیئرمین ! آپ لفظ establishment کی تعریف جو مسوده قانون میں درج ہے وہ ملاحظہ فرمائیں گے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے اس تعریف کو مسوده قانون میں شامل کر کے اپنے اس مدعا کا اظہار کیا ہے جو چاول چھڑنے کے کاروبار کے ساتھ اگر کسی کا دوسرا کاروبار یا کسی جائیداد کا تھوڑا بہت حصہ یا تعلق ہے وہ بھی اس کاروبار کے ساتھ حکومت نے اپنی تحویل میں لے لئے ہیں الفاظ یہ ہیں :

"Establishment" means any public firm, concern, institution or enterprise the whole or any part..."

مجھے پہلی ترمیم میں any part پر اعتراض ہے میں نے اس کی بجائے major part یعنی زیادہ حصے کا تعلق ہے اس کاروبار سے وہ تو درست ہے لیکن اگر کسی کا کوئی کونہ چھو کر گذرا ہے یا اس کے ساتھ لگتا ہے اس کو لینے سے کیا مقصد ہے اور کیا تعلق یہ غیر ضروری سختی اس طبقے کے ساتھ کی جا رہی ہے - میرے خیال میں حکومت کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اس کاروبار کو چلایا جائے - تو اس میں میری ترمیم سے بھی کام چل سکتا ہے

جو بھی اس کاروبار میں جس کا زیادہ تعلق ھو اس کی جائداد کے ساتھ یا کسی اور شے کے ساتھ وہ تو درست ھے - لیکن گورنمنٹ نے یہ لکھ کر any part اس کا کوئی حصہ بھی ھو - تو میرے خیال میں یہ زیادتی ھوگی -

دوسری بات جس کی طرف میں محترم وزیر صاحب کی توجہ دلانا چاھتا ھوں - وہ یہ ھے عام طور پر جیسا کہ میں نے عرض کیا ھے - یہ کارخانے بڑے لوگوں کے نہیں ھیں یہ متوسط درجے اور ایسے چھوٹے درجے کے لوگوں کے ھیں اور محترم وزیر صاحب نے اظہار فرمایا ھے کہ نہیں صاحب ان لوگوں نے بڑے بڑے بنگلے تیار کئے ھوئے ھیں ھو سکتا ھے بعض کے بنگلے ھوں لیکن ان میں سے منشیات بھی ھیں - جیسا کہ میں نے عرض کیا ھے ھلر جس کی قیمت پانچ سے سات ہزار روپے تک ھے - ایک آدمی جس نے ایک یا دو لگائے ھوئے ھیں اور اس کی قیمت چودہ یا پندرہ ہزار روپے ھوئی - عمارت کے علاوہ - عمارت میں بھی جو ایک یا دو کمروں پر مشتمل ھوگی کیا اس کو آپ امیر کہہ سکتے ھیں کیا آپ اس کو استحصال پسند طبقے سے تعلق رکھنے والا کہہ سکتے ھو - نہیں ہرگز نہیں - وہ تو مزدور ھے جو اپنے ہاتھوں سے مزدوری کرتا ھے اور اس مہنگائی کے زمانے میں پندرہ بیس ہزار کا سرمایہ نہ ھونے کے برابر ھے خود محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میں نے لاکھوں روپوں کو نہیں دیکھا ھے - مجھے معلوم نہیں کہ وزیر صاحب کی تنخواہ کیا ھوتی ھے کم و بیش چار پانچ ہزار روپے ھوگی اگر کسی کے پاس چار پانچ ہزار کا چار گناہ سرمایہ ھو کیا آپ اس کو سرمایہ دار کہیں گے - نہیں وہ سرمایہ دار نہیں ھے یہ صرف ایک وزیر کی چار پانچ ماہ کی تنخواہ ھے وہ سرمایہ دار کی کیٹیگری میں نہیں آسکتا - اس لئے میں کہتا ھوں کہ اگر آپ نے کاروبار لینا ھے اور آئین نے اختیار بھی دیا ھے کہ کسی کی بھی اجارہ داری ھو اس کو حاصل کر لیں لیکن کیا اس کے ساتھ اس کے مکان کو بھی لے لیں گے - اور اس کو اس مکان سے بیدخل کر دیں گے یہ ناجائز ھے وہ چیز جس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ھے میں نہیں سمجھتا کسی طور پر بھی اخلاقی طور پر بھی اور قانونی طور پر بھی جائز اور درست نہیں ھے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ھے کہ آپ نے نہ اخلاق کی پرواہ کی ھے اور نہ آئندہ کریں گے - آپ اس کو کسی بھی اخلاق کے معیار پر پرکھئے جس جائداد پر قبضہ کر رھے ھیں اس کا کیا جواز ھے میرے خیال میں اس کا کوئی جواز نہیں ھے - اگر وہ آپ کے کاروبار کے لئے ضروری نہیں ھے تو اسے چھوڑ دیجیئے میں نے اپنی ترمیم میں یہی عرض کیا ھے - یہ ہی وجہ میری اس ترمیم کو قبول کیا جائے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب چیئرمین ! ایسٹبلشمنٹ کے لفظ کی جو وضاحت دی ھے وہ ان اصولوں کے مطابق ھے کیونکہ جو فرم یا یونٹ ھم نے لئے ھیں ان کے ساتھ جو دفاتر وغیرہ ھیں یا جو بھی چیز اس سے ملحق ھے - سفید زمین ھے یا ذخائر ھے جو اس سے ریلیٹیڈ ھے آپ کہتے ھیں کہ دفتر چھوڑ دیں کیا ھمارے منیجر نیچے بیٹھکر کام کریں گے - البتہ ھم نے یہ کہا ھے اور اسکی ھدایات بھی دیدی ھیں اور قومی اسمبلی میں بھی یہ کہا تھا کہ جن لوگوں کے گھر مستقل طور پر اس میں ھیں یعنی وہ مستقل رہائیش رکھتے

[Syed Qaim Ali Shah Jillani]

ہیں ان کو سگریگیٹ کر دیں گے چھوڑ دیں گے - یا غیر متعلقہ ہیں ان کو آن دی اسپاٹ انکوائری کرکے اس کے مالک کو بلا کر یا متعلقہ آدمی کو بلاکر جو اسٹور ہے جو اسٹاک ہے جو اس سے متعلق نہیں ہے وہ واپس کر دیں اور واپس بھی کئے گئے ہیں - یہ صحیح انٹرپریٹیشن ہے جو میں نے قانون کے مطابق کی ہے -

Mr. Presiding Officer: Thank you.

The question before the House is:

"That the amendments moved by Khawaja Mohammad Safdar be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: The amendments stand rejected. Khawaja Sahib, you move amendment No. 4.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I will move amendments No. 4 and 5 together.

I bet to move:

"That in Clause 2 of the Bill in paragraph (h), the "Explanation" be omitted", and

I beg to move:

"That in Clause 2 of the Bill in para (h), the "Explanation" be substituted by the following:

"Explanation:—The Federal Government shall decide whether the business, office, shop, building, factory, land, godown, yard, stocks, stores, vehicles and other assets are related to the industry. In case the previous management does not accept the decision of the Federal Government the matter shall be referred to the District Judge of the District in which the establishment is situated for arbitration, and the award of the District Judge shall be binding on the Federal Government as well as the previous management."

Mr. Presiding Officer: The amendments moved are:

"That in Clause 2 of the Bill in paragraph (h), the 'Explanation' be omitted", and

"That in Clause 2 of the Bill in para (h), the "Explanation" be substituted by the following:—

"Explanation:—The Federal Government shall decide whether the business, office, shop, building, factory, land, godown, yard, stocks, stores, vehicles and other assets are related to the industry. In case the previous management does not accept the decision of the Federal Government the matter shall be referred to the District Judge of the District

in which the establishment is situated for arbitration, and the award of the District Judge shall be binding on the Federal Government as well as the previous management."

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر : پیرا گراف ایچ کے ساتھ ایک ایکسپلینیشن منسلک ہے اور اس ایکسپلینیشن میں محترم وزیر صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اس بات کا فیصلہ کرنا کہ آیا جائیداد یا کوئی اسٹاکس یا کوئی وھیکلز یا کوئی موٹر گاڑی کوئی موٹر سائیکل کوئی بائیسیکل یا کوئی اور چیز اس انڈسٹری سے متعلق ہے، یہاں انڈسٹری سے مراد رائیس ہدسکنگ انڈسٹری سے متعلق ہے ان کا فیصلہ مرکزی حکومت کرے گی اب جناب چیئرمین مرکزی حکومت ایک فریق ہے اور دوسرا فریق اس ادارے کی مینجمنٹ ہے - ظاہر ہے کہ انصاف کا کوئی تقاضا اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک فریق فیصلہ کرنے بیٹھ جائے اور دوسرے فریق کو یہ کہا جائے کہ یہ فیصلہ تم پر صادر کیا جاتا ہے خواہ مانو یا نہ مانو فیصلہ یہی رہے گا انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں فریقین کو ایک ہی سطح پر رکھا جائے ایک جیسے ان کے حقوق ہوں اگر ایک کو بات کرنے کا حق ہے تو اس مسئلے میں بات کرنے کا حق حاصل ہے اس سلسلے میں میں نے عرض کیا ہے کہ بجائے فیڈرل گورنمنٹ اس بات کا فیصلہ کرے کہ اس کارخانے کا کونسا حصہ غیر متعلق ہے جو سابقہ مالک کو واپس کرنا ہے، اگر سابقہ مالک اس فیصلے کو قبول کر لے تو چشم ما روشن دل ما شاد لیکن اگر وہ نہیں مانتا اگر وہ کہتا ہے کہ مجھ پر ظلم ہوا ہے تو اس صورت میں اس قصے کو ڈسٹرکٹ جج کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ اس پر ثالثی فیصلہ ظاہر کر دے - اگر گورنمنٹ درست کہتی ہے تو گورنمنٹ کے حق میں فیصلہ دے دے اور اگر گورنمنٹ نے زیادتی کی ہے تو اس زیادتی کا مداوا کر دے اور اس شخص کی حق رسی کر دے وہ اپنا حق پالے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : میں پہلے ہی شروع میں کہا تھا کہ یہ اقتصادی ریفارم ہے اور اس کے تحت یہ ادارہ ہے اگر اس طرح کریں گے تو پھر بڑا مشکل ہو جائے گا پھر ہم کوئی کام نہیں کر سکیں گے - اس طرح ہم قوم کا معیار بلند نہیں کر سکیں گے - اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

Mr. Presiding Officer: The question before the House is:

"That the amendment at serial numbers 4 and 5 be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: The amendment stands rejected. Next.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move:

"That in Clause 2 of the Bill, in para (j), the words 'but not the 'Chakkis' be inserted between the word 'plant' and the semi colon."

Mr. Presiding Officer: The amendment moved is:

"That in Clause 2 of the Bill, in para (j), the words 'but not the 'Chakkis' be inserted between the word 'plant' and the semi colon."

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! ابھی ابھی محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم چکیوں کو شامل نہیں کر رہے ہیں میرے خیال میں ان کا یہ مفہوم غلط ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا ان کی خدمت میں کہ انڈسٹری کی تعریف میں انہوں نے تین چیزیں رکھی ہیں ایک آٹومیٹک پلانٹ ایک شیلر اور ایک ہلر اور ہلر کو شاید ان کے مشیروں نے چکی کے مترادف خیال کر لیا - کیونکہ کلاز تین میں گورنمنٹ کی طرف سے ڈیکلریشن ہے کہ کوئی شخص چاول چھٹنے کا کاروبار نہیں کر سکے گا پاکستان میں - اگر یہ ڈیکلریشن ہوتی ہے تو پھر چکی والا اس کاروبار میں کیسے داخل ہو سکے گا جیسا کہ جناب کھوسو صاحب نے ابھی تھوڑی دیر ہوئی ارشاد فرمایا تھا کہ گاوں کے چکی والے نے اسی گاوں کے کاشتکار دو من یا چار من مونجی چھڑنی ہے اور آج میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ سیالکوٹ میں آپ نے چکیوں کی بہت بڑی تعداد جو شہر کے قریب تھی ان کو بند کر دیا اور اس پر قبضہ کر لیا ہے اگرچہ آپ دیہاتوں میں نہیں پہنچ سکے، آپکے پاس اتنا عملہ نہیں تھا - اگر آپکے پاس عملہ ہوتا تو آپ دیہاتوں کی چکیوں کو بھی بند کر دیتے ہر گاوں میں ایک چکی ہوتی ہے اگر بڑا گاوں ہے تو دو چکیاں ہوتی ہیں وہ معمولی چھڑائی لیتے ہیں اور لوگ مونجی چھڑا کر لے جاتے ہیں اس لئے یہ کہنا کہ یہاں یہ ترمیم غیر ضروری ہے اور چکیوں کو ہم نے قبضے میں نہیں لیا - یقیناً آپ کا مطلب یہی ہے - جیسے کہ وزیر اعظم صاحب نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا تھا - یقیناً آپ کا مدعا یہ ہوگا لیکن جو الفاظ آپ نے اس قانون میں استعمال کئے ہیں وہ چکیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں - اس لئے میں وضاحت کے لئے یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ کا عملہ بھی من مانی نہ کرے اور اور آپکا منشاء بھی درست طور پر لوگوں پر عیاں ہو جائے کہ آپ چکیوں پر قبضہ نہیں کرنا چاہتے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : میں نے پہلے ہی وضاحت کر دی ہے کہ انڈسٹری کی وضاحت میں تین چیزیں آتی ہیں اور اس میں چکی نہیں آتی اس لئے اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ دوبارہ وضاحت کریں - چکیوں کو ہم نے نہیں لیا اگر ایسا ہوا ہے تو خواجہ صاحب ہمیں بتائیں - ہم دیکھ لیں گے -

Mr. Presiding Officer: The question before the House is:

"That the amendment moved by Khawaja Mohammad Safdar at serial number 6 be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: The amendment stands rejected.

Now, the question before the House is:

"That Clause 2 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clause 2 stands part of the Bill.

(pause)

Mr. Presiding Officer: Amendments No. 7 and 8 not moved.

So, the question before the House is:

"That Clause 3 stands part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clause 7 stands part of the Bill.

خواجہ محمد صفدر : نمبر ۹ جناب میں موو کرتا ھوں اسکے متعلق بھی محترم وزیر صاحب نے ایک دعوی کیا تھا ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب رمضان کا مہینہ ویسے بھی امتحان کا مہینہ ھوتا ھے اور آپ ساڑھے بارہ بجے کے بعد مزید امتحان میں تو نہ ڈالیئے ۔

خواجہ محمد صفدر : آپ غور فرمائیے کہ میں کس امتحان میں پڑا ھوا ھوں صبح سے کھڑا ھوں ۔

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مجھے احساس ھے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ جو ترامیم از بس ضروری ھیں اگر وہ کر لیتے تو ٹھیک تھا ۔

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move:

"That in Clause 4 of the Bill, the words 'or any other law for the time being in force' occurring in the fourth line be omitted."

Mr. Presiding Officer: Sir, the motion moved is:

"That in Clause 4 of the Bill, the words 'or any other law for the time being in force' occurring in the fourth line be omitted."

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر : ابھی ابھی جناب چیئرمین ! محترم وزیر صاحب نے میرے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ لیبر لاز موجود ہیں انکو کون لوگ پیچھے کر سکتے ہیں جو قوانین مزدوروں کے حق میں ہیں ان سے ہم نے کب پیچھا چھڑایا ہے اسکے الفاظ ذرا ملاحظہ فرمائیے - اس کلاز کے الفاظ یہ ہیں :

"The provisions of this Act shall have effect notwithstanding anything contained in the Companies Act 7 of 1913, or The Companies Managing Agency and Election of Directors Order, 1972. Presidential Order 2 of 1972."

یہ فقرہ ہے جس کی جانب میں محترم وزیر صاحب کی خصوصی توجہ دلانا چاہتا تھا -

'or any other law for the time being in force'

اس قانون کے ہوتے ہوئے پاکستان کا کوئی اور قانون موثر نہیں رہ سکتا جو کہ اس میں درج شدہ عبارت کے خلاف ہو - اس کے کنٹینٹس کے خلاف ہو - اس سے کنفلکٹ میں ہو - اس سے جو بھی قانون مخالف ہوگا وہ نل اینڈ وائڈ ہوگا - وہ ineffective ہوگا - وہ غیر موثر ہوگا - اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ اس قانون کے ذریعے قطعی طور پر مزدوروں کے حقوق چھین لئے گئے ہیں - ان مزدوروں کے حقوق کو بحال کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے اور یہ الفاظ کہ اور کوئی قانون جو کہ اس وقت رائج ہے اس ملک میں وہ غیر موثر ہوگا وہ غیر موثر نہ ہو اس کے اثرات باقی رہیں وہ موثر رہے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : نہیں جناب ! یہ خواجہ صاحب کی اپنی انٹرپریٹیشن ہے کہ اس سے وہ مزدوروں کا قانون اگر وہ مترادف ہو اس قانون کے تو وہ غیر موئثر ہو جائیگا - ایسا نہیں ہے - مزدوروں کا قانون جو ہے ان کے مترادف کبھی نہیں آتا اس لئے ہم نے یہ کہا ہے یہ ان کو پروٹیکشن دینے کے لئے ہے - سارے قوانین جو ان کی کنٹراڈکشن میں آتے ہیں وہ اوور رائڈ ہو جائیں گے اور جو کنفلکٹ میں نہیں ہے - کہاں ہے وہ پراویژن جو مزدوروں کے سلسلے میں کلاز ۲۳ اس کے کنٹراڈکشن میں آتے ہیں لیبرلاز نہیں آتے اس لئے ضرورت نہیں ہے کہ یہ نکالا جائے - یہ خواہ مخواہ غریب مزدوروں کو تاثر دینا ہے کہ آپکے خلاف ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اب دیکھتے ہیں کہ ہاوس کیا تاثر لیتا ہے -

The question before the House is :

"That amendment moved by Khawaja Mohammad Safdar at serial number 9 be adopted."

(*The motion was negatived*)

Mr. Presiding Officer: The amendment stands rejected.

Now, the question before the House is :

"That Clause 4 stands part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clause 4 stands part of the Bill.

Amendments No. 10 and 11 not moved.

So, the question before the House is :

"That Clause 5 stands part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clause 5 stands part of the Bill.

There are no amendments to Clause 6.

So, the question before the House is :

"That Clause 6 stands part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Now, Clause 7. There is an amendment by Khawaja Mohammad Safdar.

Khawaja Mohammad Safdar: Not moved, Sir.

Mr. Presiding Officer: The amendment at serial number 12 not moved:

So, the question before the House is :

"That Clause 7 stands part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clause 7 stands part of the Bill. There are no amendments to Clauses 8, 9, 10, 11, 12 and 13.

So, the question before the House is :

"That Clauses 8, 9, 10, 11, 12 and 13 stand part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Presiding Officer: Clauses 8, 9, 10, 11, 12 and 13 stand part of the Bill. Now Clause 14. Yes, Khawaja Sahib.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move:

"That in Clause 14, sub-clause (3) be substituted by the following:—

'(3) The Manager shall hold office for five years, and shall not be removed except for misconduct during this period. The other terms and conditions of the office of the Manager shall be as prescribed under the rules'."

Mr. Presiding Officer : The amendment moved is :

"That in Clause 14, sub-clause (3) be substituted by the following:—

'(3) The Manager shall hold office for five years, and shall not be removed except for misconduct during this period. The other terms and conditions of the office of the Manager shall be as prescribed under the rules'."

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Opposed, Sir.

خواجہ محمد صفدر : منیجر کی تقرری کے متعلق کلاز ۱۴ میں لکھا گیا ہے کہ منیجر اپنے عہدے پر اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ اسے کارپوریشن کی خوشنودی حاصل ہوگی اور اس کی دوسری شرائط ملازمت بھی وہی ہوں گی جو کہ کارپوریشن وقتاً فوقتاً اس کے لئے طے کرے - جناب چیئرمین ! اگر کسی شخص کو ملازمت میں تحفظ حاصل نہ ہو تو ظاہر ہے کہ وہ ہر قسم کی بددیانتی پر اُتر آئے گا - ابھی ابھی محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ سابقہ زمانے میں بھی ۱۶ جولائی سے قبل جو لوگ بددیانتی کرتے تھے ان کے پاس پرافٹ موٹیو ہوتا تھا - ڈیلر کے پاس جو کہ چاول حکومت کو یا رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کو مہیا کرتا تھا - فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے اے - ایف - سی اور ڈی - ایف - سی یا انیلسٹ جو چاولوں کا تجزیہ کرنے کے لئے آتے ہیں یا کارپوریشن کے وہ نمائندے جو ہر اسٹیشن پر موجود ہوتے تھے ان کا پرافٹ موٹیو تو نہیں ہوتا تھا - ان کا موٹیو تو صرف رشوت ہوتا تھا - اور آج بھی اگر اس منیجر کو میرے کہنے کے مطابق پانچ سال کے لئے اس کی ملازمت کا تحفظ نہ دیا گیا تو ہر سال اس نے لاکھوں روپے کی گندی منجی خرید کر اس میں ملاوٹ کر کے اور ان لوگوں کے ساتھ جو کہ اینیلائسس کرنے آئیں گے یا جو رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کے نمائندے ہوں گے ان کے ساتھ مل کر کچھ وہ کھائیں گے - کچھ وہ کھائے گا - کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ اب کسی ڈائریکٹر کی خوشنودی مزاج بگڑ جائے اور مجھے جواب ہو جائے - اسے کم از کم سیکیورٹی دیجیئے - کوئی تحفظ دیجیئے کہ وہ بددیانتی نہ کرے - ویسے تو میں کہوں گا کہ وہ ضرور کرے گا اور اب بھی کرے گا اس لئے کہ آپ کے پاس جو staff ہے وہ اس قسم کا ہے کہ جو بالکل بد دیانت تھا اور آج بھی آپ جن لوگوں پر سہارا کر رہے ہیں - میں نے پہلے بھی محترم وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ وہ جن لوگوں پر سہارا کریں گے اور جن سے اس کارپوریشن کو چلائیں گے - پہلے وہ ڈیلر کے ساتھ مل کر کھاتے تھے اب اکیلے کھا جائیں گے - پہلے حصہ دار تھے اب پورے کا پورا ڈکارمار جائیں گے - کیونکہ اب منیجر پورے کا پورا مالک ہوگا - تو اس لئے میں کہتا ہوں کہ کم از کم کوئی تحفظ ہونا چاہیئے میں منیجر کو بد دیانتی سے روکنے کے لئے کہ صاحب یہ لیجئے یہ آپ کی ملازمت کا تحفظ بھی ہے - اور آپ کے لئے بہتر مشاہرہ بھی اب آپ دیانتداری سے کام کریں - جب ہم اس کے لئے وہ حالات ہی پیدا نہیں کرتے کہ وہ دیانتداری سے کام لے تو وہ بد دیانتی نہیں کرے گا تو کیا کرے گا -

سید قائم علی شاہ جیلانی : میرا جواب خواجہ صاحب نے خود ہی دے دیا ہے ایک طرف تو انہوں نے کہا کہ یہ بد دیانتی ضرور کرے گا اور پھر خود ہی ان کو تحفظ بھی دینا چاہتے ہیں پانچ سال کا قانون میں تحفظ دینے کی ضرورت نہیں ہے جو بھی تحفظات ہوتے ہیں عام طور پر وہ سروس رولز میں ہوتے ہیں - سروس رولز بنائے جائیں گے - اور اُن رولز کے تحت ایمالومینٹس اور دوسری چیزیں کی جائیں گی اس قانون میں ۵ سال لکھنے کی ضرورت نہیں ہے - پھر تو وہ من مانی کرے گا ڈیمی گاڈ بن جائے گا - اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

The question before the House is :

"That in Clause 14, sub-clause (3) be substituted by the following:—

'(3) The Manager shall hold office for five years, and shall not be removed except for misconduct during this period. The other terms and conditions of the office of the Manager shall be as prescribed under the rules.'"

(*The motion was negatived*)

Mr. Presiding Officer: The amendment stands rejected.

Now, the question before the House is :

"That Clause 14 stands part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: Clause 14 stands part of the Bill.

There are no amendments to clauses 15, 16 and 17.

So, the question before the House is :

"That Clauses 15, 16 and 17 stand part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: Clauses 15, 16 and 17 stand part of the Bill. Now Clause 18.

Khawaja Mohammad Safdar: I am not moving serial number 14.

Mr. Presiding Officer: Amendment not moved.

Now, the question before the House is :

"That Clause 18 stands part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: Clause 18 stands part of the Bill. Now, clause 19.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move :

"That in Clause 19 of the Bill, the words 'the Federal Government, or' occurring in the first and second lines be omitted."

Mr. Presiding Officer: The amendment moved is :

"That in Clause 19 of the Bill, the words 'the Federal Government, or' occurring in the first and second lines be omitted."

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں نے اس مسودہ قانون کی اصلاح کے لئے یہ ترمیم پیش کی ہے موجودہ صورت میں، جس شکل میں یہ مسودہ قانون ہے اس میں دو عملی واقع ہوگی، اور دو عملی نتیجہ ظاہر ہے، افراتفری اور بد انتظامی کی شکل میں پیدا ہو سکتا ہے یہاں یہ لکھا گیا ہے کہ اور کوئی شخص منیجر کو اس کے کام میں ہدایت نہیں دے گا، اس کو روکے گا نہیں - ماسوائے اس کے کہ جس کو فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے اختیار دیا ہو یا کارپوریشن نے دیا ہو، جب کارپوریشن کو آپ نے مالک بنا دیا ہے سیاہ و سفید کا، سب کچھ اس کے سپرد کر دیا ہے تو پھر اس پر آپ اعتماد کیجیئے کہ وہ درست ہدایات دیں گے یا اس میں یہ لکھیئے کہ فیڈرل گورنمنٹ ہدایات جاری کرنے سے پہلے کارپوریشن سے یہ مشورہ حاصل کر لے یا یہ لکھیئے کہ کارپوریشن کے منیجر کو ہدایات جاری کرنے سے پہلے مشورہ حاصل کر لے گی ورنہ عین ممکن ہے کہ کسی وقت ایک ہدایت فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جائے اور بالکل اس کے برعکس کارپوریشن کی طرف سے جائے - اس میں ابہام دور کرنے کے لئے میں نے اس مسودہ قانون کی اصلاح کے لئے یہ ترمیم پیش کی ہے -

چوہدری ممتاز احمد (وزیر مملکت برائے زرعی انتظام) : جناب والا ! یہ دو چیکس ہیں ایک ان میں کارپوریشن ہے اور دوسری فیڈرل گورنمنٹ ہے اور یہ کارپوریشن فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ادارہ ہوگا - اس میں کوئی شق نہیں ہے کہ اس کارپوریشن کو اوور آل اونرشپ دی گئی ہے - لیکن پھر خواجہ صاحب ہی ناراض ہوں گے کیونکہ یہاں کارپوریشن تو آ کر جواب نہیں دے گی -

Mr. Presiding Officer: So, the question before the House is :

"That the Amendment moved at Serial No. 15 be adopted."

(*The motion was negatived*)

Mr. Presiding Officer: The Amendment stands rejected.

The question before the House is :

"That Clause 19 stands part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: Clause 19 stands part of the Bill.

آپ موو کر رہے ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : یہ ایک اہم مسئلہ ہے - مجھے اجازت دیں میں موو کروں -

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

"That in Clause 20, in sub-clause (1), the word 'thirty' occurring in the fourth line be substituted by the word 'ninety'."

I beg to move :

"That in Clause 20 of the Bill, sub-clause (2) be substituted by the following :—

'(2) Where the debtor refuses to accept any liability to pay the debt on whatever ground, the matter shall be referred to the Civil Judge first class having territorial jurisdiction of the matter, for arbitration, and the award of the Civil Judge shall be final'."

"(3) If a debtor fails to pay the amount due from him according to the award within ninety days of the award, the same may be recovered as arrears of land revenue."

Mr. Presiding Officer : The Amendments moved are :

"That in Clause 20, in sub-clause (1), the word 'thirty' occurring in the fourth line be substituted by the word 'ninety'."

I beg to move :

'(2) Where the debtor refuses to accept any liability to pay the debt on whatever ground, the matter shall be referred to the Civil Judge first class having territorial jurisdiction of the matter, for arbitration, and the award of the Civil Judge shall be final'."

"(3) If a debtor fails to pay the amount due from him according to the award within ninety days of the award, the same may be recovered as arrears of land revenue."

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! کلاز ۲۰ کے ذریعے حکومت نے وہ طریقہ وضع کیا ہے جس کے ذریعے سابقہ اداروں کا قبضہ کارپوریشن یا حکومت کے پاس ہے - اس کے مقروضوں سے رقوم کی واپسی کا مطالبہ کیسے کیا جائے گا - جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ ہر کاروباری ادارے نے کسی سے کوئی رقم لینی ہوتی ہے اور کسی کو دینی ہوتی ہے - ظاہر ہے کہ کسی وقت اگر کوئی بد دیانت نہ ہو تو ہو سکتا ہے وہ کاروباری مجبوریوں کی وجہ سے اپنے قرضہ جات کی ادائیگی کوئی وقت ہو یا اور تصویق کا راستہ اختیار کرے اور ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں لیکن بہرحال اس وقت رائج الوقت قانون، کہ اگر ایک پرائیویٹ آدمی نے کسی سے کچھ لینا ہے تو طریق کار اس کے لئے مقرر ہے اگر مقروض اس کی ادائیگی کرنا چاہتا ہے تو بڑی اچھی بات ہے - لیکن اگر وہ فوری ادائیگی نہیں کر سکتا ہے کوئی معقول

[Khawaja Mohammad Safdar]

وجہ سے وہ ادائیگی نہیں کر سکتا ہے تو اس کا فیصلہ عدالت کرے گی - دونوں فریقوں کو ایک سطح پر رکھ کر قرضہ خواہ کو اور مقروض کو، ایک ہی سطح پر رکھ کر یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کسقدر رقم مقروض نے دینی ہے آیا کوئی دینی بھی ہے یا نہیں دینی ہے - لیکن مسئلہ یہاں الٹا ہے، کیونکہ قرض خواہ حکومت بن چکی ہے اور سابقہ مالکان کی بجائے اب حکومت چونکہ قرض خواہ بن چکی ہے اسلئے ایک نیا، ایک انوکھا طریقہ رکھا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نوٹس دیگی کہ ۳۰ دن کے اندر اندر ادائیگی کر دو، اگر نہیں کریگا تو انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بنک آرڈیننس ۱۹۶۱ء (۳۹، ۴۰، ۴۱) کا طریقہ اختیار کیا جائے گا - ایک بنک نے جو طریقہ وضع کیا ہے وہ اور بات ہے وہ طریقہ اور ہے وہ بنک کا روپیہ کسی کے ذمے ہوتا ہے - یہاں کسی کا روپیہ کسی کے ذمہ نہیں ہے - پرائیویٹ آدمی کا کسی اور ذمے ہے - گورنمنٹ کا روپیہ نہیں تھا - ایک پرائیویٹ آدمی جس کا روپیہ کسی اور فریق نے دینا ہے اس لئے آپ بنک کے اس طریقہ کار کو جس میں نہ صرف اس کی تمام جائیداد کو بلکہ اس کے تمام کاروبار کو بلکہ اس کی ذات کو بھی بنک قبضے میں لے سکتا ہے - یعنی اس کو قید بھی کر سکتا ہے - اس قسم کا تشدوانہ قانون کاروباری اداروں میں نہیں ہونا چاہیئے میں یہ نہیں کہتا کہ لوگوں کو کھلی چھٹی دی جائے اور سابقہ اداروں کا روپیہ مار کر کھائیں - لیکن اس غرض کے لئے میں نے یہ تجویز پیش کی ہے اگر کوئی تنازعہ کرتا ہے کہ صاحب میں نے یہ رقم دے دی ہے اور اس کتاب میں درج نہیں کی گئی ہے، ہو سکتا ہے کہ فوری طور پر، ۱۶ تاریخ کو، نہایت ہی خفیہ طریقے سے کسی کو معلوم بھی نہ ہو، بلکہ سیالکوٹ میں تو مختلف قسم کی افواہیں اٹھتی رہی ہیں کہ یہ پولیس کیوں اکٹھی کی گئی ہے - یہ مجسٹریٹ کیوں اکٹھے کئے گئے ہیں یہ ڈی سی کیوں اکٹھے کئے گئے ہیں یہ کام نہیں کر رہے ہیں یہ ملک میں کیا ہو رہا ہے کئی قسم کی افواہیں پھیل رہی تھیں - ظاہر ہے اس روز کی آمد جو ہے وہ بھی کی کتابوں میں درج نہیں کی گئی ہو فرض کیجیئے کہ ایک شخص نے اس روز پہلے پہر، قبضہ تو چار بجے کے بعد ہوا ہے، رقم جمع کرائی ہو تو کیا آپ دوبارہ اس سے مطالبہ کریں گے کہ آپ نے فلاں رقم نہیں دی ہے اگر آپ دوبارہ اس سے مطالبہ کریں گے کہ آپ نے فلاں، فلاں رقم دینی ہے اور آپ یہ مطالبہ کریں گے تو یہ نہایت ظلم اور زیادتی ہوگی اگر وہ ثابت کر دے کسی شریف آدمی کے پاس یا کسی شریف ادارے کے پاس یا کسی غیر جانبدار ادارے کے سامنے کہ میں نے یہ ادائیگی کر دی ہوئی ہے تو کیوں نہ اس کے عذر کو قبول کیا جائے اس لئے میں نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی معقول عذر ہے تو وہ اس مسئلے کو اس علاقے کے سول جج فرسٹ کلاس کے پاس ثالثی کے لئے پیش کرے میں دعوی سے نہیں کہتا دعوی پر پیسے بھی زیادہ خرچ ہوں گے اور لمبا عرصہ بھی لگے گا اس لئے میں نے اسے نارمل کر دیا ہے اور ثالثی کی تجویز پیش کی ہے - اگر وہ ثابت کر دے کہ میں نے ادائیگی کر دی ہے جس رقم کا مجھ سے مطالبہ کیا جا رہا ہے یا اتنی میں نے نہیں دینی ہے اس سے کم دینی ہے جو ثالث کا فیصلہ ہوگا تو یہ دونوں کے لئے

قابل قبول ھوگا - اگر وہ ثالثی کے فیصلے کے بعد ادا نہیں کرتا تو آپ اس سے لگان کے سابقہ کے طور پر، اس کو قید کیجیئے اس کی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد جو اپنے تصرف میں لائیے - نیلام کیجئے، یہ اختیار میں نے آپ کو دیا ھے اور میں نے لوگوں کے حقوق کا تحفظ کا اختیار آپ کو دیا، آپ صرف اپنے حقوق کے تحفظ کا خیال رکھتے ھیں اور دوسرے کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے ھیں - اس لئے آپ سے درخواست ھے کہ میری اس تجویز کو قبول کیجیئے -

Mr. Presiding Officer: Yes, Shah Sahib.

سید قائم علی شاہ جیلانی : خواجہ آپ نے جو کہا ھے وہ کافی حد تک صحیح نہیں ھے وہ اسی لئے پروویژن نہیں ھے مختلف قوانین میں، خود جو حکومت کے ادارے ھیں یا کمرشل ادارے ھیں لیکن خواجہ صاحب کو خود پتہ ھے کہ لینڈ ریونیو ایکٹ کے ڈیوز کس طرح وصول ھوتے ھیں اگر کاشت کار کے کسی پٹواری کے پاس زیادہ چلے جائیں تو وہ کس طرح وصول کرتا ھے -

جناب والا ! ایسی کوئی بات نہیں ھے یہ کاروباری ادارے ھیں ان کا پھر سارا کاروبار رک جائیے گا آربیٹریشن کی کلاز جو آپ چاھتے ھیں آربیٹریشن کے law کو آپ بھی جانتے ھیں اور میں بھی جانتا ھُوں کہ اس کا پروسیجر کتنا مشکل ھے اور آربیٹریشن مقرر کرنے سے فائنل نہیں ھوتا اس پر اپیل ھو سکتی ھے اور اگر کسی پارٹی کو اس ایوارڈ پر اعتراض ھے تو پھر وہ سول سوٹ اس ایوارڈ کے خلاف دائر کر سکتا ھے اور اس کے بعد اپیل ھوگی تو آدمی کہاں گھومے گا اور کہاں کہاں جائیے گا تو اس سے بہت سے مصیبتیں کھڑی ھو سکتی ھیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : اور بھی دکھ ھیں زمانے میں -

So, the question before the House is :

"That amendments at serial No. 16 and 17 be adopted."

(*The motion was negatived*)

Mr. Presiding Officer: The amendments stand rejected.

Now, the question before the House is :

"That Clause 20 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Presiding Officer: Clause 20 stands part of the Bill.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! ایک بج گیا ھے اگر آپ مناسب سمجھیں تو جلاس ملتوی کر دیں کیونکہ آج یہ ختم نہیں ھو سکتا ھے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب ! میں نے اسی لئے شروع میں کہا تھا کہ میری طرف سے آپ کو آزادی ہے جتنی دیر آپ چاہیں اپنی امنڈمنٹ پر بولیں اور شاہ صاحب بھی جتنی مرضی وضاحت کریں وہی آپ والی بات ہے چشم ما روشن دل ما شاد، اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ کوئی صورت دونوں اعتراف میں ہو جاتی تو مسئلہ حل ہو جاتا ۔

سید قائم علی شاہ جیلانی : میں عرض کروں کہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ . . .

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب والا ! آپ کے آنے سے پہلے یہ سوال اٹھا تھا کہ کہاں تک چاہیں گے میرے خیال میں خواجہ صاحب نے مہربانی کی ہے اور کافی کام ہو چکا ہے اور اٹھارویں ترمیم پر پہنچ چکے ہیں اور اب تھوڑی باقی ہیں تو آدھے گھنٹے میں اتنا کام کر چکے ہیں تو زیادہ سے زیادہ ۴۵ منٹ اور لگیں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آج ہو جائے گا انشاء اللہ کوشش کئے لیتے ہیں ۔

خواجہ محمد صفدر : کوئی اندازہ ہے کہ کس وقت تک آپ اس ایوان کو چلانا چاہتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آدھے گھنٹے میں اس کو نکال دیں آج اس کو نکال دیں تو مناسب ہوگا ۔

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب ! اگر اس طرح نکالنے والی بات ہے تو یہ نہیں نکلے گا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں اگر آپ چاہیں گے تو نکلے گا اور اگر آپ نہیں چاہیں گے تو آج نہیں نکلے گا ۔

خواجہ محمد صفدر : میں تابعدار ہوں میں کوشش کروں گا کہ اس کو جلدی سے جلدی ختم کریں لیکن اگر نہیں ہوتا تو . . .

جناب ڈپٹی چیئرمین : ہاں کوشش تو کریں ۔

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move :

"That in Clause 21 of the Bill, sub-clause (2) be substituted by the following :

"(2) The Corporation may on receipt of an application under sub-section (1) and after such enquiry as it may deem fit, either reject such application or if satisfied, direct the acquired establishment to pay the amount due to the creditor within ninety days of the receipt of the application.

(3) In case the Corporation rejects the application of the creditor, the creditor may apply to the Civil Judge first class having territorial jurisdiction in the matter, for arbiration, and the award given by the Civil Judge shall be binding on the creditor as well as the Corporation ".

Mr. Deputy Chairman : The motion moved is :

" That in Clause 21 of the Bill, sub-clause (2) be substituted by the following :

"(2) The Corporation may on receipt of an application under sub-section (1) and after such enquiry as it may deem fit, either reject such application or if satisfied, direct the acquired establishment to pay the amount due to the creditor within ninety days of the receipt of the application.

(3) In case the Corporation rejects the application of the creditor, the creditor may apply to the Civil Judge first class having territorial jurisdiction in the matter, for arbitration, and the award given by the Civil Judge shall be binding on the creditor as well as the Corporation ".

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں نے اس بل کی پہلی خواندگی کے دوران اس بات کی طرف محترم وزیر صاحب اور اس معزز ایوان کے معزز اراکین کی توجہ دلائی تھی کہ ہر موڑ پر اور ہر مقام پر اس مسودے قانون میں دو معیار مقرر کئے گئے ھیں ایک وہ معیار جو حکومت نے اپنے لئے وضع کیا ھے اور ایک دوسرا معیار جو پہلے سے قطعی طور پر مختلف ھے وہ اس ملک کے عوام اور اس ملک میں بسنے والوں کے لئے مقرر کیا گیا ھے اور جناب چیئرمین ابھی ابھی اس ایوان نے ایک کلاز منظور کی ھے جس میں اس کارپوریشن کے مقروضوں کے متعلق فیصلہ کیا گیا ھے کہ اگر ۳۰ دن کے اندر اندر وہ مطالبہ پورا نہیں کرے گا خواہ اس نے وہ رقم پہلے سابقہ مالکان کو ادا کر دی ھو تو ۳۰ دن کے بعد اس کی جائیداد، اس کا کاروبار، اور اس کی ذات قرق ھو سکتی ھے اس کو قید کیا جا سکتا ھے اور اس کے کاروبار پر قبضہ کیا جا سکتا ھے اس کو نیلام کیا جا سکتا ھے اور زیر بحث کلاز میں جب حکومت مقروض ھے اور کوئی دوسرا قرض خواہ ھے تو اس کے لئے ایک بالکل مختلف پیمانہ اور ایک بالکل مختلف معیار مقرر کیا گیا ھے اور وہ معیار یہ ھے کہ قرض خواہ حکومت کی خدمت میں درخواست پیش کرے گا کارپوریشن کی خدمت میں کیونکہ کارپوریشن اب حکومت کا ادارہ ھے اس لئے وہ بھی حکومت ھوئی تو وہ نہایت ھی عاجزی سے درخواست پیش کرے گا کہ صاحب میں نے یہ رقم سابقہ مالکان سے لی ھے اور اب جس کے آپ وارث ھیں اور اس کی جائیداد پر اس وقت آپ قابض ھیں تو کارپوریشن اس کی درخواست کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر ضروری سمجھتے تو کوئی انکوائری کرنے کے بعد اسے کہہ سکتی ھے کہ بھاگ جاؤ ھم نے کچھ نہیں

[Khawaja Mohammad Safdar]

دینا اور کارپوریشن کا یہ کہنا ناطق ہوگا کیونکہ وہ کسی عدالت سے رجوع نہیں کر سکتا ہے خواہ اس نے دس روپے لینے ہوں یا اس نے دس لاکھ روپے لینے ہوں تو اس کی رقم جاتی رہے گی وہ ختم ہو گئی اور ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات سابقہ ادارے کے مالک کے پاس کوئی مال آیا ہو اور وہ اس نے اپنی کتاب میں درج نہ کیا ہو یا یہ ہو سکتا ہے کہ کارپوریشن کے بڑے بڑے افسر جن کو ابھی محترم وزیر صاحب سرٹیفیکیٹ عطا فرما رہے تھے وہ خود اپنی جلب منفعت کے لئے اس قرض خواہ سے ناجائز طور پر پیسہ حاصل کرنے کے لئے اسے کہیں کہ تم جاو جہنم میں ہم تم کو اس وقت تک پیسہ نہیں دیتے جب تک اس میں ہماری کمیشن نہ ہو اس دس ہزار میں سے نصف ہمارا اور نصف تمہارا، نصف اللہ و نصف الی، تو وہ مجبور ہوگا کیونکہ اسے یہ معلوم ہے کہ ان کے فتوے کے بعد وہ کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کر سکتا ہے تو وہ نصف اللہ و نصف الی والی بات ہوگی تو اس طرح آپ رشوت کا ایک بہت بڑا گیٹ کھول رہے ہیں ایک بہت بڑا دروازہ کھول رہے ہیں تو اسے بھی اسی مقام پر رکھیئے اور اسے بھی وہی حقوق دیجئیے جو آپ نے اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور جو آپ نے پہلی کلاز میں اپنے لئے پسند کیا ہے تو اس میں یہ کہیئے کہ جب کوئی مطالبہ کرنے آئے گا خواہ آپ نے پہلے ادائیگی کر دی ہو یا آپ کے سابقہ مالک predecessor نے کر دی اور وہ دوبارہ مانگنے آئے تو پھر بھی آپکو دینے ہونگے جیسے آپ نے پہلی کلاز میں رکھا ہے اور اگر آپ نہیں دیں گے تو آپ کا کارخانہ قرق ہو سکتا ہے تو اس کو بھی اسی لیول پر رکھیئے اسی سطح پر رکھیئے آخر وہ بھی انسان ہیں اور وہ بھی اس ملک کے نمائندے ہیں اگر اتفاق سے آج آپ حکمران ہیں تو کل کوئی اور ہو سکتا ہے اور پھر آپکے خلاف اس قسم کے قوانین استعمال ہوں تو موجودہ حکمران کیا کہیں گے تو اس وقت کا خیال رکھتے ہوئے یہ قانون وضع کیجئے اسلئے میں نے عرض کیا ہے کہ میری اس ترمیم پر محترم وزیر صاحب توجہ فرمائیں کہ اگر کسی شخص نے کوئی پیسہ کوئی قرضہ یا نقد مال سابقہ مالک کو دیا ہو اور جس کے اب آپ وارث ہیں تو کارپوریشن کو یہ اختیار نہ ہو کہ وہ اس کی ادائیگی سے انکار کر دے اور پہلے اگر ان کے درمیان کوئی جھگڑا ہو تو وہ آربیٹریٹر کے حوالے کر دیا جائے ایک حاکم کے حوالے کر دیا جائے اور اس سے ثالثی فیصلہ لے لیا جائے کہ یہ سچا ہے یا وہ سچا ہے اور حکومت سچی ہو تو آپ کو نہیں دینا پڑے گا - اگر حکومت سچی ہے تو کچھ نہیں دینا پڑے گا - اگر قرض خواہ سچا ہو تو اس پر لازمی ہوگا کہ وہ اسکی ادائیگی کرے - ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں - شکریہ -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب والا ! یہی اصول پہلی کلاز میں کہہ دیا ہے کہ یہ پھر stringent ہوگا اور کارپوریشن کے لئے پھر ایواڈز ہوں - لیکن یہ انصاف نہیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : اب میں ھاوس کے سامنے پٹ کرتا ہوں -

The motion before the House is :

"That in Clause 21 of the Bill, sub-clause (2) be substituted by the following :—

"(2) The Corporation may on receipt of an application under sub-section (1) and after such enquiry as it may deem fit, either reject such application or if satisfied, direct the acquired establishment to pay the amount due to the creditor within ninety days of the receipt of the application.

(3) In case the Corporation rejects the application of the creditor, the Creditor may apply to the Civil Judge first class having territorial jurisd ction in the matter, for arbitration, and the award given by the Civil Judge shall be binding on the creditor as well as the Corporation."

(*The motion was negatived*)

Mr. Deputy Chairman : No other amendment to Clause 21. So I put the question.

The question before the House is :

"That Clause 21 do stand part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman : Clause 21 forms part of the Bill.

Clause 22 is under consideration. Khawaja Mohammad Safdar to move his amendments No. 20 and 21. No. 19 need not to be moved as it is for omission.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move the amendment :

"That Clause 22 of the Bill be substituted by the following :—

'15. If any contract or agreement entered into or any obligation undertaken by any previous management of an acquired establishment is deemed by the Federal Government to the against the interests of the establishment, the Federal Government, and if so authorised, the Corporation may refer the matter to the Civil Judge first class having territorial jurisdiction in the matter for arbitration, and the award so given shall be final'."

Mr. Deputy Chairman : The amendment moved is :

'15. If any contract or agreement entered into or any obligation undertaken by any previous management of an acquired establishment is deemed by the Federal Government to the against the interests of the establishment, the Federal Government, and if so authorised, the Corporation may refer the matter to the Civil Judge first class having territorial jurisdiction in the matter for arbitration, and the award so given shall be final'."

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Opposed. Technically also you will find that this amendment cannot be moved. It is a new clause for the existing clause 22. In the first amendment he says that Clause 22 be omitted and in the subsequent amendment he is introducing a new Clause.

Mr. Deputy Chairman : I think, he can do that.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : It is not a substitution. This is a new Clause, and I don't think it is an amendment.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! قواعد کی رو سے ہو سکتا ہے انہوں نے فیصلہ دے دیا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے - جناب چیئرمین میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک بالکل انوکھی اور انتہائی نا معقول بات اس بل میں درج کی گئی ہے - کاروباری قدروں اور کاروباری اصولوں کو پامال کرتے ہوئے یہ اختیار فیڈرل گورنمنٹ کو دیا گیا ہے کہ وہ کسی سودا کے متعلق جو کہ سابقہ مالک نے کسی شخص کے ساتھ کیا ہوا ہو، کوئی اکوائرڈ کی ہو تو اسے یک طرفہ طور پر منسوخ کر دے - ہر کسی سے کئی ایسے معاملات ہو سکتے ہیں جن کی بنا پر اس اکوائرڈ ایسٹیبلشمنٹ کو نقصان کا اندیشہ ہوگا تو یہ ان تمام کے لئے رکھا گیا ہے - جہاں کہیں احتمال ہوگا کہ نقصان ہو رہا ہے تو وہ معاہدہ یک طرفہ طور پر منسوخ کر دیا جائیگا لیکن کاروباری دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا اور نہ ہی کرنا چاہیئے - یہ کارپوریشن قائم کرکے حکومت کاروبار میں داخل ہو رہی ہے - جہاں نقصان کا احتمال ہو اور جہاں فائدے کے مواقع بھی ہوں تو اگر دیانتداری سے، کوشش سے، ہمت سے اور جفاکشی سے کام کیا جائے تو اللہ تعالی برکت ڈالتے ہیں - وہ منافع بخشتے ہیں - اگر کوتاہی سے کام کیا جائے، اگر نالائقی سے کام کیا جائے، اگر پوری کوشش اور انتہائی ذمہ داری سے کام نہ کیا جائے تو کئی بار وہ نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے - اب چونکہ حکومت نے کاروبار میں دخل دیا ہے اس لئے یہ اس پر لازم ہے کہ وہ دونوں ذمہ داریاں سنبھالے - نقصان بھی سنبھالے اور فائدے بھی سنبھالے - فرض کیجئے الف کے ساتھ ایک سابقہ کارخانے دار نے ایک معاہدہ کیا ہوا ہے - اس معاہدے سے اگر حکومت کو نقصان دکھائی دے - پھر حکومت اسے منسوخ کرنے کا اختیار اس کلاز میں لے رہی ہے - لیکن اگر مجھے نقصان پہنچا ہے جس نے سابقہ کارخانے دار سے معاہدہ کیا ہوا ہے تو مجھے کوئی اختیار نہیں کہ میں اس معاہدے کو منسوخ کر دوں یہ کہاں کا انصاف ہے - یہ تمام قانون الف سے لیکر ،ی، تک بے انصافیوں سے پر ہے - کیونکہ آپ کو تو یہ اختیار حاصل ہونا چاہیئے - موجودہ حکومت کو یہ اختیار حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ کارخانے دار کی حیثیت سے تمام معاہدات جن میں فائدہ ہو وہ تو ان کے لئے قابل قبول ہوں اور جہاں کہیں نقصان کا احتمال ہو اس سے یہ بری الذمہ ہوں - کوئی کاروباری اخلاق - کوئی کاروباری قدریں اس چیز کی اجازت نہیں دیتیں - کوئی کاروبار ایسا نہیں ہو سکتا جو اس اصول کو مدنظر رکھے جو دراصل بے اصولی پر مبنی ہے - ان الفاظ کے ساتھ میں درخواست کروں گا کہ اس شخص کو جس کے ساتھ آپ کا معاہدہ ہے جسے آپ توڑ رہے ہیں اس کو موقع دیجئے کہ وہ اپنی بات ثابت کرے - اس معاہدے کے پابند ہوں - کسی آربیٹریٹر کے ذریعے نہ دعوی سہی، سول کورٹ میں نہ جا سکے لیکن ثالثی فیصلے کے ذریعے اس بات کا فیصلہ کرالیجئے کہ آیا آپ کس طور پر سابقہ معاہدات توڑ سکتے ہیں - اگر کوئی معقول وجوہات نہیں ہیں تو وہ توڑ سکتے ہیں - اگر معقول وجوہات نہیں ہیں اور محض نقصان کے اندیشے سے آپ ایسا کر رہے ہیں تو پھر آپکو ایسا نہیں کرنا چاہیئے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ صاحب ! آپ نمبر ۲۱ موو نہیں کر رہے ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! وہ میں موو کروں گا -

جناب ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے آپ موو کریں -

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move the amendment:

"That in Clause 22 of the Bill, the second Proviso be omitted."

Mr. Deputy Chairman: The amendment moved is:

"That in Clause 22 of the Bill, the second Proviso be omitted."

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

جناب ڈپٹی چیئرمین : ٹھیک ہے - میں دونوں رکھ دیتا ہوں -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! سیکنڈ پراویژو میں یہ لکھا ہے کہ اگرچہ کارپوریشن ادائیگی معاہدات پر عمل پیرا ہونے اور اس معاہدے کو پورا کرنے سے انکار کر دے لیکن ایسا معاہدہ جو ہوا ہو اسے وہ سابقہ مالک پورا کروا سکتا ہے - اللہ تعالی وزیر صاحب کو اور ان کے رفقاء کار کو نیک ہدایت کرے - خود تو معاہدہ کرنے کو تیار نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو اختیار دیتے ہیں اس سے جا کر معاہدہ پورا کراو کہ وہ جائیداد واپس لوٹا دے - وہ معاہدہ پورا کرے گا - آپ کیوں نہیں کرتے ؟ جائیداد آپ لے جائیں - کاروبار آپ لے جائیں اور معاہدہ وہ پورا کریں - یہ کہاں کا انصاف ہے ؟

Mr. Deputy Chairman: The question before the House is:

"That amendment No. 20 be adopted".

(*The motion was negatived*)

Mr. Deputy Chairman: The question before the House is:

"That amendment No. 21 be adopted".

(*The motion was negatived*)

Mr. Deputy Chairman: Amendments No. 20 and 21 stand rejected.

Now, the question before the House is:

"That Clause 22 forms part of the Bill".

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman: Clause 22 forms part of the Bill. Now, amendment No. 22.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

> "That in Clause 23 of the Bill, in sub-clause (1), the comma occurring after the word 'acquisition' in the fifth line be substituted by a fullstop and the subsequent words be omitted."

Mr. Deputy Chairman : The motion moved is :

> "That in Clause 23 of the Bill, in sub-clause (1), the comma occurring after the word 'acquisition' in the fifth line be substituted by a fullstop and the subsequent words be omitted."

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں نے کلاز ۲۳ میں ترمیم پیش کی ہے اور وہ ترمیم یہ ہے یہ فرماتے ہیں :

> 'Every wholetime employee who was employed by an acquired establishment immediately before the date of acquisition shall, on and from the date of such acquisition, become an employee of the Corporation, and shall continue to hold his office on the same terms and conditions as were applicable to him immediately before such acquisition, until his employment in the Corporation is termined or his terms and conditions of service are altered by the Corporation.'

میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے پانچویں سطر میں کامے کو فل اسٹاپ میں تبدیل کر دیا جائے :

> 'until his employment in the Corporation is termined or his terms and conditions of service are altered by the Corporation.'

اس کو حذف کر دیا جائے ان کو ابھی میں نے عرض کیا ہے اور محترم وزیر صاحب نے یہ عبارت پڑھی ہیں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسی کلاز میں یہ ارشاد فرمایا ہے ان کی شرائط ملازمت تبدیل کی جا سکتی ہے آپ نے آج ساتھی وزیر مملکت کی توجہ اس ارشاد کی طرف دلاوں گا جیسے انہوں نے کل فرمایا تھا کہ ان کی شرائط ملازمت بہتر کر سکتے ہیں اگر آپ بہتری چاہتے ہیں - چشم ما روشن دل ما شاد - اگر کسی کی شرائط ملازمت بہتر ہوں تو وہ چھوڑتا نہیں - اس میں لکھا ہے کہ شرائط ملازمت تبدیل کی جائے - وہ ملازمت چھوڑ دے ملازمت نہیں کرنا چاہتا وہ بھاگ جائے - وہ ملازم نہیں ہوگا - وہ شرائط کو تسلیم نہ کرے ہم اس کو نکال دیں گے - اس بنا پر میں نے عرض کیا ہے کہ جہاں یہ لکھا ہے کہ شرائط ملازمت تبدیل کی جا سکتی ہے - اس کو تبدیل کیا جائے - ایسے الفاظ کو حذف کر دیا جائے - یہ اختیارات نہ دیں -

سید قائم علی شاہ جیلانی : دوسری بھی موو کرالیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : دوسری بھی موو کر دیں - نمبر ۲۳ -

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move:

"That in Clause 25 of the Bill, the proviso to sub-clause (1) be substituted by the following:—

'Provided that, if a question arises whether a person was a whole-time employee of the establishment or not, it will be referred to the Labour Court having territorial jurisdiction by the Manager and the decision of the Labour Court shall be final.,"

Mr. Deputy Chairman: The motion moved is:

"That in Clause 25 of the Bill, the proviso to sub-clause (1) be substituted by the following:—

'Provided that, if a question arises whether a person was a whole-time employee of establishment or not, it will be referred to the Labour Court having territorial jurisdiction by the Manager and the decision of the Labour Court shall be final.,"

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! سب کلاز ۱ کے پرویزو میں دیا گیا ھے اس میں لکھا ھے کہ اس امر کا فیصلہ کہ وہ کونسے مزدور وقتی طور پر ملازم تھے اور کونسے مستقل طور پر ملازم تھے اس کا فیصلہ کارپوریشن کرے گی - اور وہ فیصلہ حتمی ھوگا - جناب چیئرمین میں پھر محترم وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ کونسا ملازم مستقل تھا اور کونسا ملازم عارضی تھا کارپوریشن کیوں کرے گی - کارپوریشن نے تو تمام ملازمین کو باہر نکال دینا ھے اور اپنے کاسہ لیلوں اور اپنے حواریوں اپنے ان ساتھیوں کو لائے گی جو مل کر رشوت اور بد دیانتی کرتے رھے ھیں - ظاہر ھے اس کے لئے ایسے حالات پیدا کئے جائیں گے کہ ان تمام ملازموں کو باہر بھگا دیا جائے - اس لئے اس قانون میں یہ لکھنا ضروری نہیں ھیں کیونکہ یہ کاروبار صرف موسمی کاروبار ھے سال میں زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کا یہ کاروبار ھے اور کسی ادارے میں شاید دو آدمی سے زیادہ ملازم نہیں ھوتے - کیونکہ نہ وھان ھوں گے نہ چاول ھوں گے صرف مشنری ھوگی اور میدان ھوگا - جہاں دھان سکھائے جاتے ھیں - اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ھے کہ وہاں دو تین یا چار ملازم ہی مستقل ھوتے ھیں اس لئے یہ اختیار اپنے پاس نہ رکھے جائیں کیونکہ یہ کون عارضی تھے اور کون مستقل تھے اس طرح مزدوروں کے حقوق تلف ھوتے ھیں - ان کو مساوی حقوق دیئے جائیں تاکہ وہ بھی لیبر کورٹ میں جائیں اور ثابت کر سکیں کہ کون شخص مستقل ملازم تھا اور کون عارضی تھا اسی لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ ان پر بھی انڈسٹریل آرڈیننس کے تحت اگر کوئی جھگڑا ھو تو وہ اور مالک یا ادارے کے درمیان تصفیہ کرا سکے - کیونکہ یہ کارپوریشن بھی ایک مالک کی طرح ھے یہ کوئی آسمان سے نہیں اتری ھے کہ یہ خطا نہیں کر سکتی - یہ بھی باقی لوگوں کی طرح اسی سطح پر کاروبار کرتی ھے اس لئے میری ترمیم کو قبول کر لیا جائے -

Mr. Deputy Chairman: No. 24 and No. 25.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move:

"That in Clause 16 of the Bill, sub-clause (4) be substituted by the following:—

'(4) The transfer of the services of an employee of an establishment to an office of the Corporation or to another establishment shall not entitled such employee to any compensation, except as provided under any law for the time being in force.,"

Sir, I beg to move:

"That in Clause 18 of the Bill, in sub-clause (2), the words 'and legal' be inserted between the word 'necessary' and 'steps'."

Mr. Deputy Chairman: The motion moved is:

"That in Clause 16 of the Bill, sub-clause (4) be substituted by the following:—

'(4) The transfer of the services of an employee of an establishment to an office of the Corporation or to another establishment shall not entitled such employee to any compensation, except as provided under any law for the time being in force.,"

The motion moved is:

"That in Clause 18 of the Bill, in sub-clause (2), the words 'and legal' be inserted between the word 'necessary' and 'steps'."

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں محترم وزیر صاحب کی توجہ کلاز ۲۳ کی سب کلاز ۲ کی طرف دلاتا ھوں کہ جس کے ہر لفظ سے یہ ظاہر ھوتا ھے کہ ان مزدوروں کو جو اس صنعت سے تعلق رکھتے ھیں ان کا گلہ کاٹنا چاھتے ھیں اور یہاں مزدوروں کی ھمدردی کا اظہار کیا جا رہا ھے - کہ ھم مزدوروں کے حقوق پر چھاپہ نہیں مار رھے ھیں - یہ غلط ھے -

اب فرمائیے کہ اگر آپ اس کی شرائط ملازمت میں کوئی بہتری کر رھے ھیں تو وہ پاگل ھوگا یا اس کا دماغ خراب ھوگا کہ وہ ملازمت چھوڑ دے - یا یہ کہے کہ مجھے بہتر شرائط ملازمت درکار نہیں ھیں - مجھے پسند نہیں ھیں وہ کون سا ایسا احمق ھوگا - مجھے کوئی ایسا احمق دکھائی نہیں دیتا اس کا مطلب صاف اور واضح ھے - جب آپ کہتے ھیں کہ اس کو نئی شرائط ملازمت پسند نہ ھوں یا قابل قبول نہ ھوگی تو اس کی ملازمت ختم تصور کی جائے گی تو اس کا مطلب یہ ھے کہ جب آپ اس سابقہ ملازم کی شرائط کو اس طور پر تبدیل کریں گے جو کہ اس کے حقوق کو غصب کرنے کے مترادف ھوں گی اس کے خلاف جائیں گی اس کے مفاد کے خلاف ھوں گی اسلئے وہ کہے گا کہ مجھے جناب یہ شرائط ملازمت پسند نہیں ھیں یہ میرے لئے قابل قبول نہیں ھیں تو آپ اس کو یہی جواب دیں گے کہ

اچھا تو تم گھر تشریف لے جاو - یہ مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کا ایک نیا طریقہ تجویز کیا گیا ہے اور سب کلاز تین میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک مزدور جو کہ اپنے گاوں میں کسی مشاہرہ پر ملازم تھا کارپوریشن کی ملازمت میں آنے کے بعد بشرطیکہ وہ تمام یہ مرحلے طے کر جائے کہ وہ مستقل ملازم تصور کر لیا جائے اور اس کی شرائط ملازمت بھی تبدیل نہ کریں تو ایک اور حربہ کارپوریشن کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اچھا تم بٹیا نہ، ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہو تمہیں لاڑکانہ میں تبدیل کیا جاتا ہے تم وہاں جاکر ملازمت کرو - ظاہر ہے کہ مقصد یہ نہیں ہوگا کہ وہ وہاں جا کر ملازمت کرے مقصد یہ ہوگا کہ اس مزدور سے پیچھا چھوٹ جائے - وہ وہاں جانے سے انکار کرے گا ظاہر ہے کہ جس کی چھوٹی سی ملازمت ہے ممکن ہے وہ پنہ دار ہو ممکن ہے وہ بہت معمولی ملازم ہو - جب اس سے کہا جائے گا کہ تم اپنے گھر سے آٹھ نو سو میل دور چلے جاو جہاں نہ خود اپنا پیٹ پال سکو اور نہ اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکو ظاہر ہے کہ وہ ملازمت چھوڑ دے گا دراصل یہ شق رکھی اسی لئے گئی ہے کہ تمام پرانے ملازموں سے جان چھوٹ جائے اور نئے لوگوں کو بھرتی کیا جائے جو ان کے ساتھ مل کر اس کاروبار میں جو گڑبڑ کرنی ہے وہ کرتے رہیں اس لئے میں نے عرض کیا ہے کہ سب کلاز ۲ بھی حذف کی جائے (۳) بھی حذف کی جائے - اسی لئے میں نے عرض کیا ہے کہ اس کے بجائے اگر یہ کیا جائے جیسا کہ میری ترمیم نمبر ۲۵ میں ہے کہ اگر کارپوریشن نے کسی ملازم کو دوسری جگہ تبدیل کرنا ہے تو اس کو رائج الوقت مزدوروں سے متعلق قوانین کے تحت تبدیل کیا جا سکے گا ویسے نہیں کیا جا سکے گا اب اس میں کیا برائی ہے جو محترم وزیر صاحب نہیں مانتے - میں نے تو کہا ہے کہ رائج الوقت قوانین جن کا یہ سہارا لے رہے ہیں اور جن کے متعلق انہوں نے ابھی دعوی کیا تھا کہ صاحب یہ ہمارا ہی طرہ امتیاز ہے کہ ہم نے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے قوانین وضع کئے ہیں ورنہ اس سے پہلے کی حکومتوں نے کہاں کئے تھے - میں انہی قوانین کا حوالہ دے رہا ہوں محترم وزیر صاحب کی خدمت میں کہ ان پر عمل پیرا ہوں اور میں نے یہ کہا ہے کہ جو ان قوانین میں لکھا ہوا ہے اس پر عمل کیا جائے اس صورت میں جس صورت میں کہ کارپوریشن یہ حکم دے کہ اس کو تبدیل کر دیا جاتا ہے یا اس کے متعلق کوئی اور حکم ہو تو ان قوانین کے مطابق جو اس وقت رائج ہیں جو ان کے کہنے کے مطابق انہوں نے بنایا ہے اگرچہ یہ دعوی غلط ہے اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے انڈسٹریل ریلیشنز آرڈیننس ۱۹۶۵ - ۶۶ میں بنے تھے اور اسی قسم کے دوسرے لیبر لاز بھی ۱۹۶۵-۶۶ میں بنے تھے اس میں کچھ ترمیم ہوئی ہے ایک قدم آگے بڑھایا ہے - موجودہ حکومت نے ایک قدم آگے بڑھایا ہے اور چار قدم پیچھے بھی لے گئی ہے آج میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ۱۹۷۲ء میں جو قوانین تھے لیبر لاز کے متعلق وہ ۱۹۷۶ء میں انتہائی رجعت پسندانہ ہیں اور ان میں ۱۹۷۲ء میں جو بھی اچھی چیز درج کی گئی تھی وہ سب ان میں سے نکل گئی ہے اور آج کوئی حق کسی مزدور کو حاصل نہیں ہے - یہ جملہ معترضہ تھا -

جناب ڈپٹی چیئرمین : فرمائیے وزیر صاحب -

سید قائم علی شاہ جیلانی : میں لیبر لاز میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ اس پر کئی دفعہ بحث ہو چکی ہے میں تو صرف اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو خواجہ صاحب چھوٹے یونٹ کہتے ہیں یہ چھوٹے ملازم ہوں گے مستری ہوگا یا زیادہ سے زیادہ مینیجر ہوگا - ہم ان کو تحفظ دینا چاہتے ہیں وہ اس طرح کہ مینیجر کی تنخواہ منشی کی تنخواہ کے برابر ہوگی جو ہم دینا چاہتے ہیں اس لئے یہ ان کے مفاد میں ہے - یہ ان کا مفاد نہیں چاہتے یہ ان کی منفی سوچ ہے - ہم ان کے مفاد کی بات کرتے ہیں اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اگر ایک آدمی چھوٹے یونٹ میں تجربہ رکھتا ہے تو ہم بڑے یونٹ میں بھی اس کو بھیج سکتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نہیں اس کے لئے کوئی اور قانون ہو آپ نہیں بھیج سکتے اور مختلف قسم کے دلائل دیئے ہیں - یہ جو بات کہہ رہے ہیں وہ اس کلاز کا مقصد ہی نہیں ہے -

Mr. Deputy Chairman : Now, the question before the House is :

"That amendment No. 22 forms part of the Bill."

(*The motion was negatived*)

Mr. Deputy Chairman : The amendment stands rejected.

The question before the House is :

"That amendment No. 23 forms part of the Bill."

(*The motion was negatived*)

Mr. Deputy Chairman : The amendment stands rejected.

The question before the House is :

"That amendment No. 24 may be adopted."

(*The motion was negatived*)

Mr. Deputy Chairman : Amendment No. 24 stands rejected.

The question before the House is :

"That amendment 25 may be adopted."

(*The motion was negatived*)

Mr. Deputy Chairman : Amendment No. 25 stands rejected.

The question before the House is :

"That Clause 23 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman : Clause No. 23 forms part of the Bill.

There is no amendment in 24.

The question before the House is:

"That Clause 24 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Clause 24 forms part of the Bill. Clause 25.

Khawaja Mohammad Safdar: Not moved, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Amendment not moved.

The question before the House is:

"That Clause 25 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Clause 25 forms part of the Bill. Clause 26.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move:

"That in Clause 26, in sub-clause (2), the words 'the decision of the Federal Government shall be final' be substituted by the words 'the matter shall be referred to the Labour Court for adjudication and the decision of the Labour Court shall be final'."

Mr. Deputy Chairman: The motion moved is:

"That in Clause 26, in sub-clause (2), the words 'the decision of the Federal Government shall be final' be substituted by the words 'the matter shall be referred to the Labour Court for adjudication and the decision of the Labour Court shall be final'."

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! کلاز ۲۶ کے متعلق بھی میرے خیال میں محترم وزیر صاحب یہ دعوی کریں گے کہ یہ مزدوروں کے حقوق کی حفاظت اور ان کو ایک رعایت دینے کے لئے وضع کی گئی ہے حقیقت حال اس کے برعکس ہے اس کلاز میں ان تمام فنڈز کا ذکر ہے جو کہ سابق مالکوں نے اپنے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے وضع کئے ہوں گے خواہ وہ پراویڈنٹ فنڈ کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں - اب اس میں کسی نہ کسی مزدور کا حصہ ہے یا کسی کا حق بنتا ہے کیونکہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں اکثر و بیشتر مزدور موجودہ کارپوریشن جو وضع کی جا رہی وہ نکال دے گی اب جو نکلے ہوئے مزدور ہیں یا نکالے جانیوالے ہیں - کیا انہیں فنڈز میں سے جو ان کی فلاح و بہبود کے لئے سابقہ مالک نے وضع کئے تھے - موجودہ کارپوریشن نے نہیں سابقہ مالک نے جو فنڈز تیار کئے ہوئے تھے - ان میں کسی مزدور کا کتنا حصہ بنتا ہے - اس کا فیصلہ محترم وزیر صاحب اپنے مسودہ قانون کے ذریعے ارشاد فرماتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کرے گی اور فیڈرل گورنمنٹ کا فیصلہ

[Khawaja Mohammad Safdar]

حتمی ہوگا - ناطق ہوگا - جناب چیئرمین میں صبح سے اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ اپنے آپ کو فرشتہ نہ سمجھے اور اپنے آپ کو فرشتے کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے پیش نہ کرے - کیونکہ وہ بھی انسان ہیں اور عام لوگوں کی طرح ان میں بھی خامیاں ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ کوئی شخص بھی بغیر خامیوں کے نہیں ہو سکتا - انسان میں بہرحال خامیاں ہیں، کمیاں ہیں - کسی میں زیادہ ہیں کسی میں کم ہیں - میں یہ نہیں کہتا کہ فیڈرل گورنمنٹ میں سب سے زیادہ ہیں - ممکن ہے کہ بعض لوگوں کی یہ رائے بھی ہو لیکن میں نہیں کہتا - لیکن اس کے باوجود کہ چلئے بہت کم خامیاں ہیں - مان لی یہ بھی بات لیکن خامیاں تو ہیں ان کو تو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ مزدور کے ان حقوق کا فیصلہ کریں جو کہ آپکو معلوم ہے کہ وہ اپنے حق میں فیصلہ کریں گے کیوں کہ اگر دونوں فریقوں میں تنازعہ ہو - دونوں مختلف ہوں تو پھر فیڈرل گورنمنٹ کو اختیار دیا جائے تو مجھے قابل قبول ہے لیکن جب ایک فریق تو خود فیڈرل گورنمنٹ ہے تو اس کو میں کیسے یہ اختیار دینے کے لئے تیار ہو جاؤں کہ فیصلہ بھی وہ کرے اور فریق بھی وہ خود ہو - خود ہی فیصلہ کرنے والا اور خود ہی فریق خود ہی منصف اور خود ہی مدعی یہ طریق کار غلط ہے - اس لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اگر تنازعہ ہو - اگر کسی مزدور کا دعوی ہو کہ فلاں فنڈ پر میرا حق بنتا ہے اور کارپوریشن یہ کہے کہ نہیں بنتا تو اس کا فیصلہ جو لیبر کورٹ بنی ہوئی ہے - اسی فیڈرل گورنمنٹ کی واضح کردہ ہے - اس کے پاس مقدمہ چلا جائے وہ فیصلہ کر دیں گے کہ مزدور کا حق بنتا ہے یا نہیں اور اگر محترم وزیر صاحب یہ بھی نہیں مانتے تو ان کے دعوے کی قلعی اس حد تک کھل جائے گی کہ یہ مزدوروں کے بہت ہی خیر خواہ ہیں -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب ! یہ تو خواجہ صاحب نے خود ہی جواب بتا دیا ہے لیبر کورٹس بھی تو اسی حکومت کی مقرر کردہ ہیں اگر گورنمنٹ پر اعتماد نہیں ہے تو لیبر کورٹس پر کیسے اعتماد ہے عدالتیں ہیں لیبر کورٹس ہیں - لیکن یہ ضروری بات نہیں ہے - مزدوروں کو ہم نے پہلے بھی تحفظ دیا ہے ماضی میں اور آئندہ بھی دیا کریں گے -

Mr. Deputy Chairman : The question before the House is :

"That amendment No. 27 be adopted."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman : The amendment stands rejected.

Now, the question before the House is :

"That Clause 26 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman : Clause 26 forms part of the Bill.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں اس لئے ایوان کو وقت لے رہا ہوں کہ کلاز ۲۷ کو حذف کر دیا جائے - کلاز ۲۷ کیا ہے کلاز ۲۷ کے ذریعے اس ملک کی عدالتیں کسی ایسے مسئلے کے متعلق ہوں جو کہ اس بل سے متعلق ہوں میں مسودہ قانون سے متعلق ہوں - کوئی ایسا کام جو کہ کارپوریشن کرے یا جو کوئی ان کا منیجر کرے یا فیڈرل گورنمنٹ خود کرے اس کاروبار کے متعلق - اس ملک کی کسی عدالت کو اس قضیئے - اس جگھڑے - اس سانحے - اس مسئلے کے متعلق سماعت کا اختیار نہیں ہوگا - یہ ہے اختصار کے ساتھ اس کلاز ۲۷ کا مقصد - ابھی ابھی پہلی خواندگی میں میں نے یہ اعتراض کیا تھا تو محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ صاحب یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم کاروبار کرنے لگے ہیں اور عدالتوں کو یہ اختیار دے دیں - لوگ آج تک جو کاروبار کر رہے تھے وہ عدالتوں کی موجودگی میں کر رہے تھے - قانون کے اندر رہتے ہوئے کر رہے تھے - یہ فیڈرل گورنمنٹ کو سیکھنا چاہیئے کہ یہ عدالتوں کی موجودگی میں کاروبار کر سکیں - لوگ کرتے ہیں انکو کرنا چاہیئے - اگر یہ کاروبار شروع کریں تو عدالتوں کے دروازے بند اور دوسروں کے لئے نئے نئے قوانین اور پابندیاں اور ان پر کوئی پابندی نہیں یہ کوئی کاروبار کے طریقے ہیں - یہ کوئی سلیقہ ہے یہ کوئی کاروبار کی قدریں ہیں - یا اخلاقی قدریں ہیں کہ اپنے لئے تمام قسم کے تحفظات اور ان تحفظات کے اندر بیٹھ کر یہ کاروبار کرنے لگے ہیں جناب - بڑے کاروباری تشریف لائے ہیں ہر قسم کا تحفظ موجود ہو اور پھر ہم کاروبار کریں گے اس قسم کا تحفظ یہ جو آج کاروبار کر رہے ہیں جن کو آپ استحصال پسند طبقہ کہتے ہیں - جن کو آپ لٹیرے کہہ رہے ہیں جن کو چور کہہ رہے ہیں - ان کو تو یہ مراعات حاصل ہیں - آپ اپنے لئے کیا نام تجویز کرتے ہیں - یہ مراعات لینے کے بعد جو کاروبار شروع کر رہے ہیں - اپنے لئے آپ ایک نام تجویز کیجیئے - ایک خوبصورت سا نام تجویز فرمائیں اگر یہ لوگ جو قانون کے ہوتے ہوئے - عدالتوں کے دروازے کھلے ہوتے ہوئے کاروبار کرتے ہیں وہ تو چور ہیں لٹیرے ہیں - ڈاکو ہیں - رہزن ہیں - قوم دشمن ہیں ملک دشمن ہیں - تو ان تحفظات کی جس کاروباری ادارے کو ضرورت ہو اور عدالتوں کے دروازے بند کرنے کی ضرورت ہو تاکہ جتنا جی چاہے وہ لوٹ مار کر سکے جتنی خیانت اور بد دیانتی جی چاہے کر سکے اس کا بھی تو کوئی اعلی سا نام تجویز کیجیئے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : بار آف جورسڈکشن پر آپ بولیں گے کلاز ۲۸ -

خواجہ محمد صفدر : اس کی باری آئیگی تو دیکھیں گے -

Mr. Deputy Chairman: Now, the question before the House is:

"That Clause 27 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Clause 27 forms part of the Bill. Now, Clause 28.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس بل سے کلاز ۲۸ کو حذف کر دیا جائے - کیوں میں اس کے پیچھے پڑا ہوں کہ اس کو حذف کیا جائے کلاز ۲۸ یہ ہے ، یہ کارپوریشن اس کے ملازمین - فیڈرل گورنمنٹ اور اس کاروبار سے یعنی چاول چھڑنے کے کاروبار سے متعلق جتنے بھی لوگ اب مقرر کئے جائیں گے انہیں یہ قانونی تحفظ ہوگا کہ جو چاہیں وہ کریں ان کے خلاف کوئی چارہ جوئی نہیں کیجا سکتی وہ کسی کا حق مار لیں - کسی پر سختی کریں - کسی پر زیادتی کریں - کسی کا حال چھین لیں - کسی سے نقد مال لے کر اس کی قیمت ادا نہ کریں - ان کے خلاف کوئی چارہ جوئی نہیں کیجا سکتی - شاید ممکن ہے کہ محترم وزیر صاحب کہیں کہ ہمارے ملازم ہوئے ہم ان کا کان پکڑ کر برخواست کر سکتے ہیں - جو شخص دس بیس لاکھ روپیہ ایک سیزن میں ایک آٹومیٹک پلانٹ سے اپنی جیب میں ڈال لیگا اگر اس کو ملازمت سے برطرف کر دیا جائیگا تو کوئی بات نہیں اس کے پاس عمر بھر کی روٹیاں ہوں گی - آرام سے بلکہ عیش سے وہ گذارا کرے گا اور یہ انڈیمنٹی کی کلاز اس وقت رکھی جاتی ہے - جب کہ ملک میں مارشل لاء جاری ہو - جنگ لگی ہوئی ہو تو بعض لوگوں سے زیادتی ہو جاتی ہے - وہ قانون کی حدود پھلانگ جاتے ہیں تو اس وقت پارلیمنٹ ایک قانون وضع کرتی ہے کہ ان غیر معمولی حالات میں بعض سرکاری ملازمین سے یہ زیادتیاں ہوئی ہیں ان کو معافی دے دی جائے ان کے خلاف کوئی چارہ جوئی نہ کی جائے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ صاحب ! آپ جس کلاز پر بول رہے ہیں اس پر آپ نے امنڈمنٹ موو نہیں کی آپ نے بار آف جورسڈکشن کی کلاز کو اومٹ کرنے کے لئے کہا تھا - اس بات پر کافی دوستوں نے اظہار خیال کیا ہے آپ اصولی طور پر بار آف جورسڈکشن کے حق میں نہیں ہیں -

خواجہ محمد صفدر : بار آف جورسڈکشن تو جناب ختم ہو چکی ہوئی ہے میں تو ۲۸ کلاز پر ہوں انڈیمنٹی پر - جس کے الفاظ یہ ہیں :

> "**Indemnity.**—No suit, prosecution or other legal proceedings shall lie against the Federal Government, the Corporation, a Manager or any other person for anything in good faith done or intended to be done under this Act or any rule or order made thereunder".

خدارا تحفظات کے حصار میں بیٹھ کر کاروبار نہ کیجیئے - تحفظات سے باہر نکل کر عام آدمی کے ساتھ - عام شہری کے ساتھ مقابلے میں کاروبار کیجیئے عوام کو تب فائدہ ہوگا جب کمپٹیشن ہوگا - اگر اجارہ داری آپ کے ہاتھ میں ہے تو آپ عوام کو لوٹیں گے - وہ کسی اور کے ہاتھ میں اجارہ داری ہوگی وہ عوام کو کھلم کھلا لوٹیں گے - کیونکہ ان کا کسی سے مقابلہ نہیں ہوگا - اس لئے یہ کاروبار ان لوگوں کے پاس رہنے دیا جائے، آپ کو پتہ چل جائے گا جب یہ کاروبار آپ ایک دو سال میں کریں گے اس سلسلے میں پلانٹ قائم کریں گے - اس لئے اس کاروبار کو عوام کے لئے چھوڑ دیں -

سید قائم علی شاہ جیلانی : خواجہ صاحب ! یہ بڑی زیادتی ہوگی آپ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ لوٹ کھسوٹ کریں گے اور آپ ایک طرف لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کی تائید کر رہے ہیں - ہم یہ کس کے لئے لوٹیں گے - اس سے کس کو فائدہ ہوگا - کیا اس سے ہمارا ذاتی فائدہ ہے - اس سے حکومت کو فائدہ ہوگا - ذاتی فائدہ کسی کو نہیں ہوگا - ہم کسی کو قانونی تحفظ نہیں دے رہے ہیں - آپ نے اپنی تقریر کے شروع میں یہ بات کہی تھی کہ وہ لوٹ کھسوٹ کرتے رہے ہیں - اب آپ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم کریں گے -

Mr. Deputy Chairman: The question before the House is:

"That Clause 28 do stand part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman: Clause 28 forms part of the Bill.

Clause 29 is under consideration. No amendment.

The question before the House is:

"That Clause 29 do stand part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman: Clause 30 is under consideration. No amendment.

The question before the House is:

"That Clause 30 do stand part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman: Clause 31 is under consideration. Amendment No. 30 by Khawaja Mohammad Safdar.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move the amendment:

"That Clause 31 of the Bill be numbered as sub-clause (1) of Clause 31 and the words 'and the decision of the Federal Government as to such bifurcation shall be final' occurring at the end be omitted and the following new sub-clause (2) be added:—

'(2) In case the previous management is not satisfied by the action for bifurcation taken by the Federal Government under sub-section (1), it may refer the matter to the District Judge having territorial jurisdiction in the matter, and the District Judge shall give an award which shall be binding both on the previous management and the Federal Government'."

Mr. Deputy Chairman: The amendment moved is:

"That Clause 31 of the Bill be numbered as sub-clause (1) of Clause 31 and the words 'and the decision of the Federal Government as to such bifurcation shall be final' occurring at the end be omitted and the following new sub-clause (2) be added:—

[Mr. Deputy Chairman]

'(2) In case the previous management is not satisfied by the action for bifurcation taken by the Federal Government under sub-section (1), it may refer the matter to the District Judge having territorial jurisdiction in the matter, and the District Judge shall give an award which shall be binding both on the previous management and the Federal Government'."

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر: جناب چیئرمین ! کلاز ۳۱ کا اس امر سے تعلق ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ کارخانے اور ادارے جن میں چاول چھڑنے کا کاروبار ہوتا رہا ہے اس کی تقسیم کر دے اور دوسرے کاروبار جن کا تعلق چاول چھڑنے کے کاروبار سے نہیں ہے وہ اصل مالکان کو واپس کر دیں - اس سے چاول چھڑنے کے کاروبار پر قبضے کرلیں - جناب چیئرمین ! میں اس بات کو دہرانا نہیں چاہتا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ اس وقت اس مسئلے میں ایک فریق کی حیثیت رکھتی ہے اور میں یہ ایک فریق توقع نہیں کی جا سکتی کہ فیصلہ اس کے حق میں دے دیا جائے، اس لئے ان سے انصاف کی توقع نہیں ہے اس خدشے کے پیش نظر فیڈرل گورنمنٹ اپنے آپ کو اس سابقہ کارخانہ دار جس کے ساتھ تصفیہ ہونا ہے - ان کے درمیان اگر اس مسئلہ میں کوئی تنازعہ ہو جائے تو اس کارخانہ دار کے ساتھ یہ تقسیم نہ ہوگی جو حصہ سابقہ مالک کو ملنا چاہیئے تھا وہ فیڈرل گورنمنٹ لے لیگی اور زیادہ لے لیگی جو قانون کے خلاف ہے اس صورت میں اس سے یہ اختیار کسی ثالث کو دے دیا جائے ظاہر ہے کہ ضلع کا ڈسٹرکٹ جج ہی ایک ایسا آدمی ہے جس پر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ تنازعے کا صحیح فیصلہ کرے اس لئے دونوں فریقین کو چاہیئے کہ اس مسئلے میں ڈسٹرکٹ جج کے فیصلے کی پابندی کریں اور تسلیم کریں - اس لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے - شکریہ -

Mr. Deputy Chairman: The question before the House is:

"That amendment No. 30 be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Deputy Chairman: Amendment No. 30 to Clause 31 stands rejected.

The question before the House is:

"That Clause 31 do stand part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Clause 31 forms part of the Bill.

Amendment No. 31, new clause. Khawaja Mohammad Safdar to move.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, I beg to move the amendment:

"That after Clause 31 of the Bill the following new clause as clause 32 be added and the subsequent clauses be renumbered :—

'32. (1) The Corporation shall maintain a complete account of Federal Government may prescribe.

(2) At the end of each financial year the accounts maintained by the Corporation shall be audited by a Chartered accountant appointed by the Federal Government.

(3) The Corporation shall within three months of the close of a financial year submit to the Federal Government, the audited balance sheet of the Corporation, and the auditors report, along with its own report on the working of the Corporation in the previous financial year. The Federal Government shall within one month of the receipt of the audited balance sheet, the auditors report and the aforesaid report of the Corporation, lay them on the Table of both the Houses'."

Mr. Deputy Chairman : The amendment moved is :

"That after Clause 31 of the Bill the following new clause as clause 32 be added and the subsequent clauses be renumbered :—

'32. (1) The Corporation shall maintain a complete account of each acquired establishment separately in such manner as the Federal Government may prescribe.

(2) At the end of each financial year the accounts maintained by the Corporation shall be audited by a Chartered accountant appointed by the Federal Government.

(3) The Corporation shall within three months of the close of a financial year submit to the Federal Government, the audited balance sheet of the Corporation, and the auditors report, along with its own report on the working of the Corporation in the previous financial year. The Federal Government shall within one month of the receipt of the audited balance sheet, the auditors report and the aforesaid report of the Corporation, lay them on the Table of both the Houses'."

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Opposed again on technical grounds. It is a new Clause added after Clause 31. It is not an amendment.

Mr. Deputy Chairman : Please quote some rule.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : He should quote the rule. This is a new Clause. This is not an amendment to any Clause.

Khawaja Mohammad Safdar : It is an amendment to the Bill.

Syed Qaim Ali Shah Jillani : This is not so.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! جو ترمیم اس ایوان میں پیش کی ہے زبانی، وزیر مملکت اس ایوان میں ایسا وعدہ فرماتے رہے ہیں کہ حکومت ایسا کرے گی - سال بھر میں چودہ ارب روپے کا کاروبار ہوگا اس کے متعلق پارلیمنٹ میں جو اس ملک

[Khawaja Mohammad Safdar]

کا سب سے عظیم ادارہ ہے اس کے سامنے بھی یہ رپورٹ پیش نہیں کریں گے تو کس کے سامنے پیش کریں گے - اس لئے وزیر مملکت کو چاہیئے کہ فوری طور پر اس ترمیم کو قبول کر لیں ہاں، صاحب، آن کہ حساب پاک است محاسبہ چہ باک -

قاضی فیض الحق : پوائنٹ آف آرڈر، نماز کا وقت ہو گیا ہے - پانچ چھ منٹ کے لئے اجازت دیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : پانچ چھ منٹ ٹھہر جائیں، یہ ایک دو کلازز کر لیں - شام کی بھی اکٹھی پڑھ لیں گے - جہاد میں ایسا ہوتا ہے -

خواجہ محمد صفدر : میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے کل بھی کہا تھا کہ زبانی کلامی وعدوں کو ہم نہیں مانتے، وزارت آنی جانی چیز ہے - آج یہ وزارت آپ کے پاس ہے - کل یہ تبدیل ہو جائے اور کسی نئے آنے والے کے پاس یہ وزارت چلی جائے تو وہ کہے گا کہ ہم نے کوئی وعدہ نہیں کیا - اس لئے یہ تحریری ہونی چاہیئے - میں نے تجویز پیش کی ہے اس کو مہربانی کر کے منظور فرمائیں - آپ کو معلوم ہے کہ آپ کو اس پارلیمنٹ پر اعتبار پر، کارخانہ داروں پر نہ سہی، سابقہ مالکان پر نہ سہی -

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس پر وہ آرڈیننس لے آئیں گے -

The question before the House is :

"That after Clause 31 of the Bill the following new clause as clause 32 be added and the subsequent clauses be renumbered :—

'32. (1) The Corporation shall maintain a complete account of each acquired establishment separately in such manner as the Federal Government may prescribe.

(2) At the end of each financial year the accounts maintained by the Corporation shall be audited by a Chartered accountant appointed by the Federal Government.

(3) The Corporation shall within three months of the close of a financial year submit to the Federal Government, the audited balance sheet of the Corporation, and the auditors report, along with its own report on the working of the Corporation in the previous financial year. The Federal Government shall within one month of the receipt of the audited balance sheet, the auditors report and the aforesaid report of the Corporation, lay them on the Table of both the Houses'."

(The motion was negatived)

Mr. Deputy Chairman : The amendment stands rejected.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! ۳۲ نہیں یہ غلط ہے ۳۱ اس ایوان نے منظور کرنی ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : اکٹھی موو کریں میں پھر اکٹھی پٹ کر دونگا -

خواجہ محمد صفدر : میں اس میں سے کچھ موو نہیں کروں گا -

Sir, I beg to move :

"That in Clause 32, in sub-clause (2), para (e) be omitted."

Syed Qaim Ali Shah Jillani: Opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کلاز ۳۲ کے تحت اگرچہ حکومت قواعد و ضوابط بنائیے گی لیکن ان قواعد و ضوابط میں یہ بھی ایک شق رکھی گئی ہے کہ ان قواعد و ضوابط کی رو سے منیجر کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ سابقہ مالک یا سابقہ مالک کے ملازمین میں سے جس کے متعلق وہ حکم دے دے کہ تم حدود بند ہو اور اس کارخانے سے باہر نہیں جا سکتے تو وہ باہر نہیں جا سکے گا الفاظ نہایت واضح ہیں اس لئے :

"prohibiting the departure from any area of any person connected with the administration, control or functions of an acquired establishment, save with the leave of the Manager, or any other person authorised in this behalf by the Federal Government or the Corporation".

جناب والا ! مینیجر صاحب کی مرضی ہوگی اور اس کی اجازت اور اس کی منشا کے بغیر سابقہ مالک جس کے متعلق محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ لکھ پتی تھا اس کو مینیجر کا چپڑاسی بھی نہیں رہنے دیا شاید وہ بھی اپنی مرضی سے باہر چلا جائے لیکن اس کو مینیجر کی مرضی کے بغیر وہاں سے ہلنا بھی نہیں ہوگا یہ مینیجر کو اختیارات دیئے جا رہے ہیں ذرا غور فرمائیے جس کی تنخواہ ابھی محترم وزیر صاحب نے ارشاد فرمائی کہ سابقہ مالک کے منشی کے برابر ہوگی اور جو سو ڈیڑھ سو روپیہ تنخواہ پانے والا ہے اس کے اختیارات دیکھئے اور جو لکھ پتی ہے اس کو اس کے غلام سے بھی بدتر بنا دیا ہے اسی کو کہا جائے کہ یہاں دھوپ میں بیٹھ جاو جہاں مونجی سوکھائی جاتی ہے یہاں بیٹھے رہو یہاں سے تم ہل نہیں سکتے اور اگر وہ ہلے گا تو وہ اس قاعدے کے مطابق سزا پائے گا اس میں سزا مقرر ہے یا حکم عدولی کی گئی یا قواعد کی خلاف ورزی کی تو اسے سزا دی جائے گی - جناب چیئرمین ! کم از کم قانون سازی کرتے وقت کسی قدر کا کوئی پاس ہونا چاہئے کسی اخلاق کا لحاظ رکھنا چاہیئے کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے لوگوں کی تذلیل ہو -

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کچھ فرمائیں گے شاہ صاحب ؟

سید قائم علی شاہ جیلانی : پریمیسیز کی پروٹیکشن کرنا اس مینیجر کا کام ھے اب جو مینیجر ایمپلائی ھوگا وہ مالک تو نہیں رھے گا تو اس لئے پروٹیکشن کرنا اس کا کام ھے مینیجمنٹ کے لئے نہیں ھے کوئی اور آدمی ایڈمنسٹریشن سے متعلقہ ھو -

Mr. Deputy Chairman : Now, the question before the House is :

"That amendment No. 32 moved by Khawaja Mohammad Safdar be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Deputy Chairman : The amendment stands rejected. Amendments No. 33 and 34 not moved. So, I will put the Clause.

Now, the question before the House is :

"That Clause 32 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman : Clause 32 forms part of the Bill.

Now, amendment No. 35 by Khawaja Mohammad Safdar.

خواجہ محمد صفدر : سر ! میں کلاز ۳۳ کی مخالفت کے لئے کھڑا ھوا ھوں اور اس ایوان سے یہ درخواست کرنے کے لئے کھڑا ھوا ھوں کہ اس کلاز کو حذف کیا جائے اس کی سمع خراشی کرنے کیلئے کھڑا ھوں جناب چیئرمین ! اس کلاز کا مقصد یہ ھے کہ ایک سال کی معیاد میں اس قانون میں انہیں اگر کوئی مشکل درپیش آ جائے یا انہیں کوئی سقم نظر آ جائے جو ان کے مقاصد کے سامنے حائل ھو خواہ وہ مفاد عامہ میں ھو لیکن کیونکہ ان کے مقاصد میں حائل ھے اور ان کے لئے مشکل پیدا کر دی ھے تو ایک سال تک بار بار اس میں ترمیم کر سکتے ھیں ایک سال میں ۳۶۵ دن ھوتے ھیں اور ایک سال میں یہ اس میں دوگنا ترمیمیں کر سکتے ھیں اب آپ غور فرمائیے کہ یہ کوئی آئین تو نہیں ھے یا ملک کا دستور نہیں ھے یہ ایک معمولی قانون ھے اور اسے ایک عام قانون سے زیادہ حیثیت حاصل نہیں ھے اور اس حکومت کو یہ اختیار دینا کہ وہ دونوں ایوانوں یعنی پارلیمنٹ کے اختیارات استعمال کر سکے انتہائی درجے کا ظلم، زیادتی اور تعدی ھے کیونکہ قانون سازی کا جو کام ھے وہ صرف پارلیمنٹ کا کام ھے اور انتظامیہ کو قطعاً کوئی اختیار نہیں کہ وہ قانون سازی کرے اور قانون میں از خود ترمیم کرے ماسوائے اس صورت میں آرٹیکل ۸۹ کے تحت جناب صدر کو یہ اختیار حاصل ھے کہ وہ ھنگامی قانون نافذ کر دے خواہ کسی سابقہ قانون میں یا موجودہ قانون میں ترمیم کی غرض سے یا نئے قانون میں ترمیم کی غرض سے جس کے متعلق یہ شائع ھوا ھے اس حق کو میں مانتا ھوں لیکن انتظامیہ کو یہ اختیار دینا کہ ہر دن نئے سورج کے چڑھنے کے ساتھ اس میں دو چار ترمیمیں کر لے تو میں یہ اختیارات دینے کے لئے تیار نہیں ھوں اس لئے میں یہ ایوان کے سامنے درخواست کروں گا کہ یہ کلاز حذف کر دی جائے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : میں مختصر سی وضاحت کرنا چاھتا ھوں کہ قانون میں inconsistent کوئی بات نہیں ھوگی -

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ صاحب شیڈول والی ترمیمیں موو نہیں کر رھے ھیں ؟

خواجہ محمد صفدر : شیڈول میں بڑی ضروری باتیں ھیں -

سید قائم علی شاہ جیلانی : ساری ایک ھی دفعہ موو کر دیں -

خواجہ محمد صفدر : وہ مختلف موضوع ھیں - میں پڑھے دیتا ھوں کلاز ۱۴ کا پیراگراف یہ ھے :

"Where the Federal Government has made an order under section 6 in respect of an establishment, the Corporation may appoint a Manager in respect of such establishment."

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ صاحب کل وہ جو آرڈنیس اور ایکٹ کے ایشو پر بات ھوئی تھی میرے خیال میں آج اس کو رھنے دیں اور باقی دو موو کر دیں -

خواجہ محمد صفدر : اس کے متعلق میں گذارش کروں گا کہ جو اس میں لکھا گیا ھے وہ غلط ھے میں ابھی وضاحت کرتا ھوں مجھے پڑھنے دیجیئے اور کل جو ترمیم آپ نے جناب اسپیکر کی رولنگ کے تحت کی ھے اور جیسا کہ کل معزز وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ "This ordinances" کی بجائے "This Act" لکھا ھوا ھے یہ غلط ھے کیونکہ یہ ھو نہیں سکتا پھر اس کے معنے غلط ھو جاتے ھیں -

Mr. Deputy Chairman: Now, the question before the House is:

"That Clause 33 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Clause 33 forms part of the Bill. Now, Clause 34.

The question before the House is:

"That Clause 34 forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Clause 34 forms part of the Bill. What about Schedule, Khawaja Sahib?

Khawaja Mohammad Safdar: I will move them, Sir. I will move them all together.

[Khawaja Mohammad Safdar]

Sir, I beg to move :

"That in para 4 of the Schedule, sub-para (c) be substituted by the following :—

'(c) "Net Worth Value" shall mean the market value of the proprietary interests of the company or other person in an establishment which is acquired under this Act, on the date of the acquisition after deducting the outstanding liabilities'."

Sir, I beg to move :

"That in the Schedule, in para 4, in sub-para (b) and (c), the words 'this Act,' occurring in the fourth and third lines respectively be substituted by the words, figures and brackets 'The Rice Milling Control and Development Ordinance, 1976 (XXV of 1976)'."

Sir, I beg to move :

"That in the Schedule, in para 4, in sub-para (c) the comma occurring after the word 'cost' in the tenth line be substituted by a fullstop and the words 'or market value whichever is lower' occurring in the tenth and eleventh lines be omitted."

Sir, I beg to move :

"That in the Schedule, in para 4, in sub-para (c) the words 'written down value occurring in the eighth line be substituted by the words 'market value'."

Mr. Deputy Chairman: The motion moved is :

'That in para 4 of the Schedule, sub-para (c) be substituted by the following :—

'(c) "Net Worth Value" shall mean the market value of the proprietary interests of the company or other person in an establishment which is acquired under this Act, on date of the acquisition after deducting the outstanding liabilities'."

The motion moved is :

"That in the Schedule, in para 4, in sub-para (b) and (c), the words 'this Act,' occurring in the fourth and third lines respectively be substituted by the words, figures and brackets 'The Rice Milling Control and Development Ordinance, 1976 (XXV of 1976)'."

The motion moved is :

"That in the Schedule, in para 4, in sub-para (c) the comma occurring after the word 'cost' in the tenth line be substituted by a fullstop and the words 'or market value whichever is lower' occurring in the tenth and eleventh lines be omitted."

The motion moved is :

"That in the Schedule, in para 4, in sub-para (c) the words 'written down value occurring in the eighth line be substituted by the words 'market value'."

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Opposed.

Mr. Deputy Chairman : The amendments are opposed.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میری پہلی تجویز کا مقصد یہ ہے کہ جو ادارے یا کارخانے حکومت نے اپنی تحویل میں لئے ہیں اور اس کے بعد ان کی ملکیت اور قبضہ ایک کارپوریشن کو معروض وجود میں لاکر اس کے حوالے کیا گیا ہے ۔ ان کی قیمتوں کے تعین کے لیے جو طریقہ کار اس شیڈول کے پیرا ۴، سب پیرا (سی) میں دیا گیا ہے ۔ اس میں ترمیم ہے ۔ میری رائے میں یہ انتہائی کا ظلم اور زیادتی ہوگی کہ لوگوں کی جائیدادوں کو اس قیمت کے حساب سے وصول کیا جائے جو کہ آج سے بیس سال یا دس سال، پندرہ سال یا تیس سال پہلے تھی ۔ ان کارخانہ جات سے بہت سے کارخانے ایسے ہیں جو متروکہ جائیداد تھیں اور وہ مہاجرین کو اپنی چھوڑی ہوئی جائیداد اور اپنے کلیمز کے عوض ملے ۔ انہوں نے ان پر محنت و مشقت کی اس پر سرمایہ صرف کیا اور ان کو آج تک چلاتے رہے ۔ اگر آج سے چھبیس ستائیس سال پہلے کی قیمت جس قیمت پر ان کو کارخانے ملے ہیں حکومت وہ کارخانے اپنی ملکیت میں لے لے تو یہ انتہائی ظلم ہوگا، زیادتی ہوگی، ناانصافی ہوگی بلکہ انصاف کا خون ہوگا ۔ جناب چیئرمین ! یہ تو ایک کٹیگری ہے ۔ اب دوسری کٹیگری کی بات کرتا ہوں ۔ مجھے یہ بات کہتے ہوئے کوئی خوف نہیں ہے کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جس شخص سے آپ حاصل کر رہے ہیں اسے اس وقت کی قیمت ادا کیجیئے ۔ اگر آپ نے ۔ محترم وزیر صاحب نے گزشتہ سال یا دو سال میں یہاں کروڑوں روپے کا وثاثہ صرف کر کے چند ایک رائس ہسکنگ آٹومیٹک پلانٹ نصب کئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ جو کارخانے لوگوں نے خود لگائے تھے۔ ۰ ۰ ۰ ۰

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Point of order, Sir. He should not refer me. I have not established any unit. He says that you have established.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں نے جناب محترم وزیر کا نام لیا ہے ؟ خطاب تو آپ سے کر رہا ہوں ۔ میں نے گذارش کی تھی کہ محترم وزیر صاحب نے جو کارخانے حاصل کئے ہیں یعنی بطور وزیر کے ۔ میں نے قائم علی شاہ کی حیثیت سے نہیں کہا کہ انہوں نے کسی کارخانے پر قبضہ کر لیا ۔ وہ تو ماشاء اللہ اس سے بہت اونچے ہیں ۔ وہ کیوں کسی کے کارخانے پر قبضہ کریں گے ۔ میں نے انہیں بطور وزیر کے کہا کہ انہوں نے بائیس سو یونٹوں پر قبضہ کیا ہے ۔ میں ان یونٹوں کے متعلق عرض کر رہا ہوں جو کہ رائس ملنگ ہیں ۔ ان میں سے میں بعض لوگوں کو جانتا ہوں ۔ میرے ضلع میں ۸۴ رائس ہسکنگ یا رائس

[Khawaja Mohammad Safdar]

کے یونٹ حکومت نے اپنے قبضے میں لئے ہیں - یہ رائس گروئنگ ایریا ہے - اس میں چاول بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے - لہٰذا لوگ چاول کا کاروبار بھی کرتے ہیں کئی لوگ ایسے ہیں جن کا مجھے علم ہے - جنہوں نے پچھلے سال پورا سیزن ہی شیئرز سے کام نہیں لیا - میرے ایک ساتھی ہیں اس لحاظ سے کہ وہ وکالت کرتے ہیں ان کا بھائی زمیندارہ کرتا ہے - شہر سے آٹھ دس میل دور ان کی دس یا بارہ یا پندرہ یا بیس ایکڑ اپنی زمین ہے - کھاتے پیتے لوگ ہیں - انہوں نے کہا کہ چلئے زمیندارہ کے علاوہ کوئی کاروبار کریں - اس شوق پر انہوں نے اس سال ایک شیئر وہاں لگایا - کیا کہتے ہیں کہ شروع ہوتے ہی اس کام میں اوس پڑ گئی - اوس کیا پڑی اولے پڑ گئے - کہ وہ شیئر جاتا رہا - اب مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں بھائیوں نے کیا صرف کیا - دو لاکھ کیا ہے یا تین لاکھ کیا ہے - زمین ان کی اپنی سابقہ تھی جو کہ انہوں نے بطور مہاجر حاصل کی ہوئی ہے - تو ان کو کیا ملیگا ؟ اگر یہ net worth value کہتے ہیں تو پھر انہیں نہیں ملے گا - انہیں مارکیٹ ویلیو دیجیئے - اسلئے کہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ آپنے جو کچھ مارکیٹ سے خریدنا ہے اسکی درست قیمت دیجیئے - گورنمنٹ نے جو کچھ خریدنا ہے وہ بھی درست قیمت دے - یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے لئے ایک علیحدہ معیار مقرر کریں اور دوسروں کیلئے دوسرا معیار مقرر کریں - میری دوسری ترمیم اس سلسلے میں یہ ہے جسکے متعلق محترم چیئرمین صاحب ! آپ ابھی ارشاد فرما رہے تھے - کل اسکے متعلق گفتگو ہوئی تھی - یقیناً ہوئی تھی - میں اسکے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا - میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں - لیکن اسوقت اس سیکشن (بی) اور (سی) میں دو الفاظ ہمارے پاس نیشنل اسمبلی سے تبدیل ہوکر آئے ہیں - اگر مراد یہ ہے کہ (بی) میں بھی "This Act" کے الفاظ ہیں - (سی) میں بھی - تیسری لائن میں 'This Act'' ہے - میں نے تجویز کیا ہے کہ اس کی بجائے یہ لکھا جائے :

Rice Milling Control and Development Ordinance, 1976.,

کیوں ؟ اب میں اس کی وضاحت کرتا ہوں - شائد آپ کو یقیناً دلچسپی ہوگی کہ یہ ایسی بات کیوں کر رہا ہے جناب چیئرمین ! آپ پیراگراف (بی) ملاحظہ فرمائیں :

> "'Market Value' shall mean the average value of the shares of a company as quoted on the stock exchange nearest to the Head Office of the company on closing of all working days within three years of the date of order of acquisition of such shares under this Act."

شیئرز کب اکوائر ہو گئے - اس ایکٹ کے تحت نہیں ہوئے - یہ لفظ لکھا ہوا ہے کہ "یہ ایکٹ" اس ایکٹ کے تحت یہ واقعاتی طور پر - قانونی طور پر غلط ہے - یہ کہنا بہتان ہوگا کہ اس ایکٹ کے تحت ابھی جو پاس نہیں ہوا اس ایکٹ کے تحت یہ شیئرز اکوائر ہوئے ہیں - شیئرز اکوائر ہو چکے ہیں لیکن وہ آرڈیننس کے تحت ہوئے ہیں - اس لئے "This Act'' کی بجائے یہ لازماً لکھنا پڑے گا "Rice Milling Control and Development Ordinance of 1976''

یہ Shares آج اکوائر نہیں ہو رہے یا چند دنوں کے بعد جب کہ جناب صدر مملکت اس کی ایسینٹ دیں گے اور یہ قانون کی شکل اختیار کرے گا تب شیئرز قبضے میں نہیں دیں گے کیونکہ شیئرز کا قبضہ تو لے لیا گیا ہے شیئرز کی ملکیت آرڈیننس کے تحت ٹرانسفر ہو چکی ہے - یہ کہنا کہ اس قانون کے تحت اس ایکٹ کے تحت جو شیئرز ٹرانسفر ہوں گے ان کی اسی طرح قیمت لگائی گی - یہ فیکچوالی غلط ہوگا - قانون میں ایک ابہام ہوگا اور ایسے کئی معنی نکالے جا سکتے ہیں - دوسری بات یہ ہے کہ دوسری بار پیراگراف (سی) میں یہ الفاظ "This Act" استعمال ہوئے ہیں - میں نے کہا انکو تبدیل کرکے رائس ملنگ کنٹرول اینڈ ڈویلپمنٹ آرڈیننس ۱۹۷۶ء لکھا جائے کیوں لکھا جائے ؟ اب اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیں :

"'Net Worth Value' shall mean the value of the proprietary interests of a company.....which are acquired under this Act."

اس کے تحت اکوائر نہیں ہو رہی - وہی اعتراض اس پر بھی ہے - آرڈیننس کے تحت اکوئریشن ہو چکی ہے - اس ایکٹ کے تحت نہیں ہونے والی - اس لئے اگر آپ "The Act" کے الفاظ رکھیں گے تو یہ غلط ہوگا - قانوناً غلط ہوگا، ہر لحاظ سے غلط ہوگا واقعتاً غلط ہوگا - اس لئے میں نے کہا ہے کہ یہ بات کرنے والی ہے -

میری ترمیم نمبر ۳۸ کا مطلب یہ ہے اور مقصد یہ ہے ایک تو غیر منقولہ جائیداد جس کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں ان کی مارکیٹ ویلیو جو آج منڈیوں میں قیمت ہے وہ ادا کی جائے اور منقولہ جائیداد مثال کے طور پر بینک میں روپیہ ہے - باردانہ ہے جیسا کہ محترم وزیر صاحب نے کہا تھا کہ کارخانوں میں پڑا ہے مثلاً کسی کی موٹر کار ہے - ٹرک ہے - یا اور کوئی منقولہ جائیداد ہے یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں - اور کرنٹ اسٹس میں یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں -

Store inventory, work-in-Progress, Advances Payments, Cash of Bank Balances.

اسکے متعلق اس قانون میں یہ دیا گیا ہے اسکی لاگت قیمت یا بازاری قیمت جو دونوں میں کم ہو - سبحان اللہ کیا معیار ہے قانون سازی کا - کیا معیار ہے کاروبار کا - کیا معیار ہے اخلاق کا - کہا جاتا ہے کہ جو مال کسی کارخانے کے اندر سے ملے گا اس کی قیمت اس مالک کو دے دی جائے گی - کس طور پر دی جائے گی جو قیمت خرید ہے جو ہم آج دینے لگے ہیں - وہ قیمت نہیں جو آج بازارمیں ہے بلکہ یہ لکھا گیا ہے جو دونوں میں سے کم ہوگی - اگر بازار کی قیمت گر گئی تو بازاری دی جائے گی - اگر قیمت چڑھ گئی تو لاگت قیمت دے دی جائے گی - میرے خیال میں یہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے - میں نے اس میں ترمیم کی ہے - کہ لاگت قیمت دی جائے - آپ اس جھگڑے میں کیوں پڑتے ہو - کہ قیمت گر گئی ہے یا بڑھ گئی ہے - اتنا تردد کیوں کرتے ہیں - بڑھی ہوئی قیمت ہم دینا نہیں چاہتے اور گری ہوئی قیمت ہم لینا نہیں چاہتے - جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ رٹن ڈاون ویلیو کو رکھا ہے میرے خیال میں مارکیٹ ویلیو کو رکھا جائے - مارکیٹ ویلیو سے مراد جس وقت معاوضے کا فیصلہ ہو اس وقت کی قیمت جو بھی کم ہو دی جائے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب چیئرمین ! میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فائدہ کی بات نہیں بتائی - جو ہم نے شیڈول کے شروع میں دیا ہے - جو بریک اپ ویلیو، شیئرکوٹ یا اسٹاک ایکسچینج کرتے ہوں گے whichever is higher اس میں فائدہ والی بات نہیں کی ہے - اسکو چھوڑ دیا ہے -

خواجہ محمد صفدر : شیئرکوٹ نہیں ہوتے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : اس سے مارکیٹ ویلیو کا تعلق ہے - اب اس میں ایک طرف فائدہ ڈھونڈتے ہیں - انہوں نے کہا ہے کہ دس بیس سال پہلے الاٹ ہوئے ہیں تو انہوں نے دس بیس سال کام اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا اور انہوں نے لوگوں کو بھی لوٹا ہے جہاں تک دوسرے پوائنٹ کا تعلق ہے جو کل ہوا تھا کہ یہاں آرڈیننس ہونا چاہیئے This Ordinance ہوگا اور وہ امنڈمنٹ جو آپ نے کل دی تھی وہ اب بھی کر سکتے ہیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : وہ غلط کہ "This Act" ہے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : اسے Under This Ordinance کر دیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس فارم میں کر دیں ؟

خواجہ محمد صفدر : جناب ! وہ Under This Ordinance مان رہے ہیں -

سید قائم علی شاہ جیلانی : جناب ! ترمیم کے خلاف ہوں - لمبی چوڑی ترمیم ہے -

خواجہ محمد صفدر : میری دو لفظی ترمیم ہے -

سید قائم علی شاہ جیلانی : اس میں صرف آرڈیننس کا لفظ آجائے گا -

Mr. Deputy Chairman : Now, the question before the House is :

"That amendment No. 36 be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Deputy Chairman : The amendment stands rejected.

Now, the question before the House is :

"That amendment No 37 be adopted".

(The motion was negatived)

Mr. Deputy Chairman : Amendment No. 37 stands rejected.

Now, the question before the House is :

"That amendment No. 38 be adopted".

(The motion was negatived)

Mr. Deputy Chairman : Amendment No. 38 stands rejected.

Now, the question before the House is :

"That amendment No. 39 be adopted."

(The motion was negatived)

Mr. Deputy Chairman : Amendment No. 39 stands rejected.

Now, the question before the House is :

"That the Schedule forms part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman : The Schedule is adopted and forms part of the Bill.

Khawaja Sahib, would you move your amendment to Clause 1 ?

Khawaja Mohammad Safdar : Not moving.

Mr. Deputy Chairman : Amendment No. 1 not moved.

Now, the question before the House is :

"That the Short-title, Preamble and Clause 1 form part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman : Short-title, Preamble and Clause 1 form part of the Bill.

Now, Item No. 4 on the agenda. yes, Syed Qaim Ali Shah !

Syed Qaim Ali Shah Jillani : Mr. Chairman, Sir, I beg to move :

"That the Bill to regulate the operation and development of rice milling [The Rice Milling Control and Development Bill, 1976], be passed".

Mr. Deputy Chairman : The motion moved is :

"That the Bill to regulate the operation and development of rice milling [The Rice Milling Control and Development Bill, 1976], be passed".

Khawaja Mohammad Safdar : Opposed.

Mr. Deputy Chairman : Opposed, but no speech from either side. Therefore, I put the question.

[Mr. Deputy Chairman]

The question before the House is :

"That the Bill to regulate the operation and development of rice milling [The Rice Milling Control and Development Bill, 1976], be passed".

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman : The Bill is passed.

اب تو کوئی کام نہیں ہے ؟

سید قائم علی شاہ جیلانی : ایک بل ہے، کام تو ہے -

جناب احمد وحید اختر : اسکو شروع کر لیں یا اسکو ڈیفر کر دیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : کیا کل نو بجے میٹ کریں ؟

آوازیں : جی ہاں -

The House is adjourned to meet tomorrow at 9.00 a.m.

[The House then adjourned to meet at nine of the clock in the morning on Friday September 3, 1976.]

PCPPK—L/2745/76/Senate—23-5-77—250.